ایک حدیث ایک کہانی
سنہری بخاری شریف
بچوں کے لئے منتخب احادیث
پروفیسر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بدایونی
منارہ
BOOKS

خط

حصولِ علم میں مصروف عزیز دوست / عزیز سہیلی۔۔۔۔۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

تَھَادَوْا تَحَابُّوْ

تم آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔

تحفہ یقیناً دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔

چاروں جانب جب گفٹس کا انبار موجود ہو تو اب آپ بخوبی آگاہ ہو تمہارے شایانِ شان انتخابِ تحفہ ایک مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ کیا دیا جائے اور کیا نہ دیا جائے فیصلہ کرنا نہایت مشکل ترین کام۔

دل چاہتا ہے تمہیں ایسا تحفہ دوں جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔۔۔ کسی پل بھی تمہارا اور اس کا ساتھ نہ چھوٹے۔۔۔۔ تحفہ ایسا ہو جب وہ تمہارے پاس ہو تو لوگ تمہیں رشک

بھری نگاہوں سے دیکھیں۔۔۔تم ان علم کے پرستاروں میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آؤ۔۔۔

ایسا تحفہ صرف دینی کتابیں ہی ہوتی ہیں ان میں موجود کہانیاں شخصیت کا حصہ بن کر شخصیت کو نکھار دیتی ہیں اس سے دو فائدے ہوتے ہیں جسے تحفہ دیا اس کو بھی فائدہ اور نیکی کی دعوت پہنچانے پر تحفہ دینے والے کو بھی اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

آج میں نے تمہارے لیے نبی کریم ﷺ کے اقوال پر مبنی کتاب سنہری بخاری شریف کا انتخاب کیا ہے۔

ایک ایسے تحفے کا انتخاب کیا ہے جو یقیناً تمہیں بہت پسند آئے گا۔میری طرف سے تحفہ قبول کیجیے۔

فقط

تمہاری سہیلی / تمہارا دوست

بشارت کا مستحق

آیئے اپنی ذات اور اولاد کو نبی کریم ﷺ کی بشارت کا مستحق ٹھہرایئے
فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا

اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھیں اس شخص کو جو ہماری بات سن کر آگے پہنچائے

سنن ابن ماجہ: جلد اول: حدیث نمبر 231 حدیث مرفوع مکررات 7 متفق علیہ 0

حدیث شریف کی سنہری سیریز کو خود بھی لیجیے
خرید کر لوگوں میں بھی تقسیم کیجیے

فہرست

امام بخاری

آج دارالعلوم میں افتتاحِ بخاری شریف کی محفل تھی انڈیا سے بہت بڑے عالم، علامہ رضوی صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

بہت روحانی محفل تھی، میں بھی اس محفل میں اپنے والد صاحب کے ساتھ شریک تھا۔ دورہ حدیث کے تمام طلباء ادب کے ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے تھے، علماءِ کرام مسند پر رونق افروز تھے دارالعلوم کے مہتمم، نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

میرے لیے یہ ایک نئی محفل تھی ہر طرف عمامہ سر پر سجائے باشرع، باوقار لوگ موجود تھے۔ کچھ ہی دیر کے بعد علامہ رضوی صاحب جو کہ انڈیا سے تشریف لائے تھے انہوں نے یہ حدیث طلبہ کو پڑھائی۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے

اس موضوع پر تقریر کی اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

باباجان کے ساتھ جب گھر کی طرف واپسی ہوئی تو میں نے باباجان سے پوچھا:

باباجان! امام بخاری کون تھے؟

بیٹا! امام بخاری بہت بڑے بزرگ تھے، بہت بڑے عالم تھے، بہت بڑے محدث تھے آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔

باباجان! ان کی زندگی کے بارے میں کچھ بتائیے نا!

بیٹا! امام بخاری، بخارا شہر میں 13 شوال 194ھ کو پیدا ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جب بنو عباس کی حکومت تھی اس وقت تختِ خلافت پر ہارون رشید کا بیٹا امین متمکن تھا۔

آپ کا پورا نام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم تھا آپ کے والد اسمٰعیل بن ابراہیم بہت بڑے عالم اور ممتاز بزرگ تھے ابھی آپ کمسن ہی تھے کے والد کا انتقال ہو گیا۔

امام بخاری کی پرورش آپ کی والدہ نے کی، آپ کے ساتھ بچپن میں ایک عجیب حادثہ پیش آیا۔

کیسا حادثہ؟ بابا جان!

ہوا کچھ یوں کہ بچپن میں ہی آپ کی آنکھوں کی روشنی کم ہونا شروع ہو گئی اور کم ہوتے ہوتے بالکل ہی ختم ہو گئی اب آپ کو کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا اس وقت کے حکیموں اور طبیبوں نے آپ کا بہت علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

آپ کی والدہ آپ کی اس بیماری پر بڑی افسردہ تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور رُو رُو کر دُعا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آنکھوں کی روشنی دوبارہ عطا کر دے۔

ایک رات آپ کی والدہ نے خواب میں ابو الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اور تمہارے بچے کی آنکھوں کی روشنی دوبارہ عطا فرمادی ہے۔

دوسرے دن صبح جب امام بخاری نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کی آنکھوں کی روشنی واپس آچکی تھی اور ان آنکھوں کی روشنی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ رات کو چاند کی

روشنی میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا حافظہ عطا کیا تھا ایک بار جو سن لیتے وہ آپ کو یاد ہو جاتا تھا۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں آپ حدیث کی کئی کتابیں یاد کر چکے تھے۔

210ھ میں آپ، آپ کی والدہ اور بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل حج کی سعادت کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، حج ادا کیا پھر آپ نے حصولِ علم کے لیے اپنی والدہ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ مکہ میں رہ کر علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

والدہ محترمہ نے آپ کے علم کے شوق کو دیکھتے ہوئے وہاں رہنے کی اجازت دے دی اس طرح آپ مکہ معظمہ میں ہی رہ گئے والدہ اور بھائی حج سے فارغ ہو کر وطن واپس لوٹ گئے۔

آپ نے مکہ مکرمہ میں علم حاصل کیا، حصولِ علم کے لیے آپ نے مختلف شہروں کا رُخ کیا۔

علم کی پیاس بجھانے کے لیے آپ بصرہ شہر کی جانب تشریف لے گئے وہاں محدثین کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے ہم جماعت تو حدیث لکھ لیا کرتے تھے لیکن آپ صرف بغور سنتے تھے۔

آپ کے ہم جماعت چند دن تو آپ کو دیکھتے رہے آخر انہوں نے آپ سے کہا: محمد بن اسمٰعیل تم سُنتے تو ہو لیکن لکھتے نہیں وقت ضائع نہ کرو لکھ لیا کرو۔

امام بخاری نے انہیں کچھ نہ کہا اسی طرح تقریباسولہ دن گزر گئے آپ کے ساتھیوں نے آج بھی حسبِ معمول وہی کہا: محمد بن اسمٰعیل تم سُنتے تو ہو لیکن لکھتے نہیں وقت ضائع نہ کرو لکھ لیا کرو۔

آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اب تک تم جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو مجھے سُناؤ!

آپ کے ہم جماعت کئی سو حدیثیں لکھ چکے تھے انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو آپ نے ان کی اصلاح کی۔ ان کے ہم جماعت کہنے لگے:

محمد بن اسمٰعیل ہمارے لکھے میں ضرور غلطی موجود ہے مگر آپ کے حافظے میں غلطی نہیں ہے پھر انہوں نے آپ کی یادداشت کی بنیاد پر اپنے لکھے ہوئے کو درست کیا۔

ایک دفعہ بغداد کے محدثین نے آپ کا امتحان لینا چاہا۔

وہ کس طرح؟ باباجان!

وہ اس طرح کہ دس محدثین نے دس دس حدیثوں کو اس طرح پڑھا کہ حدیث کے متن کو دوسری اسناد کے ساتھ بیان کیا۔

حدیث بیان کرنے کے بعد آپ سے پوچھتے: کیا آپ پہچانتے ہیں؟

آپ فرماتے: میں نہیں پہچانتا۔

جب دس کے دس محدثین، حدیثیں بیان کر چکے تو امام بخاری کھڑے ہوئے اور پہلے شخص سے فرمایا:

تم نے جو حدیث پڑھی وہ یوں نہیں ہے وہ اس طرح ہے پھر آپ متن کو صحیح اسناد کے

ساتھ بیان کرتے۔اس طرح آپ نے ان دس کے دس محدثین کو پہلے ان کی بیان کردہ اسناد اور متن سنایا پھر باری باری ان سب کی اصلاح کی پھر تو پوری مجلس میں دادو تحسین کا شور مچ گیا

امام بخاری کی عادات

امام بخاری تجارت کرتے تھے میراث میں بھی کثیر دولت ملی تھی چاہتے تو بہت آسائش سے زندگی بسر کرتے لیکن آپ انتہائی سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے

آپ رات کے وقت اپنے خادموں کو بھی زحمت نہیں دیتے تھے۔

کثرت سے نوافل پڑھتے ،خیرات کرتے ،راتوں کو جاگ کر قیام کرتے دن میں اکثر روزے سے رہتے رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح پڑھتے اور ہر رکعت میں 20 آیات تلاوت کرتے۔ تقوے اور پرہیزگاری میں اپنے وقت کے امام تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے امام بخاری مسجد میں درس دے رہے تھے کہ ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی میں لگے تنکے کو ڈاڑھی سے نکال کر مسجد کے فرش پر پھینک دیا

امام بخاری نے لوگوں کی نظر بچا کر اس تنکے کو اپنی آستین میں رکھ لیا اور بعد میں مسجد سے باہر پھینک دیا اور اس کو شرمندہ ہونے سے بچالیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مسجد کا احترام کریں مسجد میں صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

امام بخاری کا وصال

امام بخاری ایک کامیاب انسان اور کامیاب مسلمان تھے آپ کی کامیابیوں سے کچھ لوگ حسد بھی کیا کرتے تھے اس لیے انہوں نے آپ کو ستایا بھی آپ کو پریشان بھی کیا۔ آخرکار یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور امام بخاری کو بخارا چھوڑنا پڑا۔

جس وقت آپ کو جلاوطن کیا جارہا تھا اُس وقت آپ نے ان شریر لوگوں کے لیے بد دعا کی :

اے اللہ ! جیسے انہوں نے مجھے بے عزت کیا ہے ویسے ہی ان لوگوں کو اپنی ذات اپنی اولاد اپنے اہل کی بے عزتی دکھا۔

امام بخاری اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے تھے فوراً ہی دعا قبول ہوئی اور جن لوگوں نے آپ کے خلاف سازش کی تھی انہیں معزول کر دیا گیا انہیں گدھی پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا پھر ان کو جیل بھیج دیا گیا جہاں وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے۔

بابا جان! امام بخاری بخارا سے نکل کر کہاں تشریف لے گئے؟

بیٹا! امام بخاری بخارا سے نکل کر سمرقند کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کا انتقال ہو گیا اس وقت آپ کی عمر مبارک تیرہ دن کم باسٹھ سال تھی

وصال کے بعد فیض

جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی لوگ دور دور سے آتے اور آپ کے مزار کی مٹی کو اٹھا کر لے جاتے تھے جس سے وہاں ایک گہرا گڑھا ہو گیا۔ عقیدت مندوں نے قبر کے ارد گرد لکڑی کا ایک احاطہ بنا دیا پھر لوگ اس احاطہ کے باہر سے مٹی لے جانے لگے اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے مخالفین آپ کے مزار پر حاضر ہوئے معافی مانگی اور توبہ کی۔ امام بخاری کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سال ثمر قند میں زبردست قحط پڑا لوگوں نے بار بار نماز استسقاء ادا کی، دعا مانگی مگر بارش نہیں ہوئی۔

پھر کسی مردِ خدا نے سمرقند کے قاضی سے کہا: تم شہر والوں کو لے کر امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو وہاں دعا مانگو تو اُمید ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے۔

قاضیِ شہر، ثمر قند کے باشندوں کو لے کر آپ کے مزار پر حاضر ہوا نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور بارانِ رحمت کے لیے دعا مانگی امام بخاری سے درخواست کی

دعا قبول کرنے کی سفارش فرمادیں بس پھر کیا تھا ابھی ثمر قند کے باشندے دعا کر ہی رہے تھے کہ آسمانوں کو بادلوں نے ڈھانپ لیا اور بارش شروع ہو گئی اور مسلسل سات دن تک بارش ہوئی وہ لوگ جو مزار پر آئے تھے سات روز تک مزار پر ہی رہے گھر نہ جا سکے۔

قبولیت کی سند

بابا جان! امام بخاری نے بخاری شریف کیوں لکھی؟

موطا امام مالک، امام اعظم کی، کتاب الآثار جامع سفیان ثوری، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق اور عبد اللہ ابن مبارک جیسے بڑے بڑے بزرگوں کی کتابیں موجود تھی۔ میں نے بابا جان سے پوچھا:

بیٹا! امام بخاری کے استاد اسحاق بن راہویہ نے ایک دفعہ اپنے شاگردوں کے سامنے خواہش ظاہر کی اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو کوئی ایسی مختصر کتاب لکھو جس میں صرف صحیح احادیث ہی ہوں۔

اس وقت امام بخاری بھی اس مجلس میں موجود تھے تو ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں ایک ایسی کتاب ضرور لکھوں گا۔

امام بخاری کو چھ لاکھ احادیث زبانی یاد تھی آپ نے ان میں سے منتخب احادیث کو اس میں لکھا۔

امام بخاری ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کرتے پھر دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر استخارہ کرتے پھر کسی حدیث کی صحت پر دل جمتا تو درج کرتے۔

یہ کتاب بارگاہِ رسالت ماب ﷺ میں بھی مقبول ہے

ابو زید مروزی کہتے ہیں:

ایک بار میں مطاف میں رکن کے مابین سویا ہوا تھا کہ میرا نصیب جاگ اٹھا

نبی کریم ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:

ابو زید! کب تک، شافعی کی کتاب پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟

میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ کی کتاب کون سی ہے؟

فرمایا: محمد بن اسمٰعیل کی "جامع"

بیٹا! اس کتاب کو بارگاہِ رسالت ماب ﷺ میں قبولیت کی سند حاصل ہے۔

باتیں کرتے کرتے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا اور گھر آ گیا۔

سنہری بخاری شریف 1

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی

(بخاری شریف کتاب الوحی)

نیت کی اہمیت

سلمان! سلمان! جاگ جاؤ اسکول جانا ہے سلمیٰ آپی نے سلمان کو جگاتے ہوئے کہا۔

جی آپی! جاگ گیا ہوں۔۔۔۔۔۔ سلمان نے جواب دیا۔

منہ ہاتھ دھو کر جلدی آ جاؤ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے سلمیٰ آپی نے اپنے بیگ میں کتابیں رکھتے ہوئے کہا۔

جی آپی! میں آ گیا۔

جلدی جلدی ناشتہ کر لو اسکول کی وین آنے والی ہے دیر ہو گئی تو مس سزا دیں گی۔ سلمیٰ آپی نے سلمان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

سلمیٰ نویں جماعت کی طالبہ تھی جب کہ سلمان چھٹی جماعت میں زیرِ تعلیم تھا۔

جیسے ہی دونوں اسکول پہنچے تو اسمبلی لگ چکی تھی اسمبلی کے بعد دونوں اپنی اپنی جماعتوں میں چلے گئے۔

تیسرا پیریڈ خالی تھا مس آمنہ، سلمان کی کلاس میں پیریڈ لینے آ گئیں

سب بچے مس آمنہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے کیوں کہ مس آمنہ پڑھائی پڑھائی میں بہت سارے واقعات سناتی تھیں جن کو سُن کر بچے خوش ہو جاتے تھے اور ان کی تربیت کا سامان بھی ہو جاتا تھا۔

ہاں بھئی بچو! ایک بات تو بتایئے! مس آمنہ نے بچوں سے پوچھا:

جی مس پوچھیے! تمام بچوں نے ایک ساتھ کہا

آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں؟ اور کیوں بننا چاہتے ہیں؟ مس آمنہ نے بچوں سے سوال کیا۔

جی عاطف! آپ بتایئے، آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں؟ اور کیوں؟ مس آمنہ نے عاطف سے سوال کیا

میں پائلیٹ بننا چاہتا ہوں تا کہ ساری دنیا کی سیر کر سکوں۔ عاطف نے جواب دیا

مس! میں ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں تا کہ غریبوں کا مفت علاج کروں۔ اعظم نے اپنے مستقبل کے ارادے ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

میں بزنس مین بننا چاہتا ہوں تا کہ خوب دولت جمع کر سکوں اور بہت سارے کھلونے گاڑیاں خرید سکوں۔ طاہر نے بھی اپنی خواہش مس کو بتاتے ہوئے کہا۔

اور میں انجینئر بننا چاہتا ہوں تا کہ ملک اور قوم کی خدمت کر سکوں ۔ شاہ میر نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

اور میں عالمِ دین بننا چاہتا ہوں۔ شبیر نے پر عزم لہجے کے ساتھ کہا

مس آمنہ نے حیرت سے شبیر کی طرف دیکھا اور پوچھا: لیکن کیوں؟

میں اس لیے علمِ دین حاصل کرنا چاہتا ہوں تا کہ خود بھی اس پر عمل کر کے نیک بنوں اور دوسروں کو بھی نیک بناؤں۔ شبیر نے خلوصِ دل کے ساتھ کہا

شاباش بیٹا! مس ایک بات آپ سے پوچھوں؟ سلمان نے مس آمنہ سے کہا

جی بیٹا! ضرور پوچھیے!

آپ نے سوال کیا ہم کیا بننا چاہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم کیوں بننا چاہتے ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ سلمان نے مس آمنہ کے سامنے اپنا سوال رکھتے ہوئے کہا

اس کی وجہ بہت خاص ہے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی (کتاب الوحی)

اب اگر ہماری نیتیں اچھی ہوں گی تو ہمارے سب اعمال بھی اچھے ہو جائیں گے اور اگر ہماری نیتیں اچھی نہیں ہوں گی تو ہمارے اعمال بے کار ہو جائیں گے۔

بیٹا! ہم سب کا ایک مقصد ہے ہم کامیاب ہو جائیں اسی کامیابی کو ہم مختلف پیشوں میں ڈھونڈتے ہیں مختلف کاموں میں ڈھونڈتے ہیں

لیکن کامیاب کون ہو گا؟

کیا ڈاکٹر بن کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں؟

کیا انجینئر بن کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں؟

کیا استاد بن کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں؟

کیا بزنس مین اور عالمِ دین بن کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں؟

آخرت کی کامیابی، کامیابی ہے پھر کامیابی کیسے ملے گی؟

کامیاب کون؟

پیارے بچو! میں ایک حدیث کا مفہوم آپ کو بتاتی ہوں۔

قیامت کے دن بہت سارے لوگ جمع ہوں گے بلکہ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد میدانِ محشر میں موجود ہو گی تمام نبیوں کی امتیں بھی موجود ہوں گی نیک و بد سب اس میدان میں جمع کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

اب قیامت کے دن تو ہر چیز کا فیصلہ ہونا ہی ہے نا!!! سب سے پہلے تین آدمی لائے جائیں گے۔

1- ایک قاری جس نے قرآن یاد کیا ہو گا۔

2- دوسرا شہید جو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہو گا۔

3- تیسرا سخی جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا ہو گا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قاری سے فرمائے گا:

کیا میں نے تمہیں وہ کلام نہیں سکھایا تھا جسے میں نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا

وہ عرض کرے گا ہاں! اے رب!

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

توتم نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟

وہ کہے گا:

میں رات دن اس کی تلاوت کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تونے جھوٹ کہا

فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

توچاہتا تھا تجھے قاری کہا جائے پس لوگوں نے تجھے قاری کہا۔

پھر دولت مند کو لایا جائے گا

اللہ تعالیٰ اس دولت مند سے فرمائے گا:

کیا میں نے مال میں تجھے اتنی وسعت نہیں دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟

وہ دولت مند شخص عرض کرے گا: ہاں یارب!

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تونے میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟

وہ کہے گا۔

میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تونے جھوٹ کہا

فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تو چاہتا تھا تجھے سخی کہا جائے اور تجھے سخی کہا جا چکا۔

پھر شہید کو لایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس شہید سے فرمائے گا:

تو کس کے لیے قتل ہوا؟

وہ کہے گا: اے اللہ! تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا تھا پس میں خوب لڑا اور یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تو نے جھوٹ کہا

فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تیری نیت یہ تھی کہ لوگ تجھے بہادر جانیں اور یہ ہو چکا لوگوں نے تجھے بہادر کہا۔

قیامت کے دن مخلوق میں سب سے پہلے ان ہی تینوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

تو بچو!

ہمیں اپنے سارے کاموں میں اپنی نیت اچھی رکھنی چاہیے، کوئی بھی نیک عمل جب ہم کریں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں

مس! نیت کسے کہتے ہیں؟ اعظم نے سوال کیا؟

بچو! نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی چیز کا بھی ہو اور شریعت میں عبادت کے ارادے کو نیت کہتے ہیں۔

بچو! اگر کوئی شخص نیک کام کی نیت کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اجر عطا فرماتا ہے جیسے بنی اسرائیل کے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اجر عطا فرمایا: مس آمنہ نے کہا۔

بنی اسرائیل کے اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کیسے اجر عطا فرمایا؟ عاطف نے سوال کیا۔

بنی اسرائیل کی بستی میں ایک دفعہ بہت شدید قحط پڑا اور لوگ بھوک کی وجہ سے مرنے لگے اناج پیدا ہی نہیں ہو رہا تھا کافی عرصے سے بارش نہیں ہوئی تھی۔

ایک شخص ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزر رہا تھا اُس نے جب ریت کے ٹیلے کو دیکھا تو دل میں سوچا اگر یہ ریت کا ٹیلہ غلّہ ہوتا تو میں اس غلّہ کو صدقہ کر دیتا

اللہ تعالیٰ نے اس دور میں جو نبی تھے ان کو وحی بھیجی اس بندے سے کہو اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کر لیا ہے اور اچھی نیت کے بدلے تجھے اتنا ثواب دیا ہے جتنا اس ریت کے ٹیلے کو غلّہ سمجھ کر تم صدقہ کرتے۔

لہذا بچو! ہم سب کو اچھی اچھی نیت کر لینا چاہیے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیے

اگر ہم اچھی نیت کر لیں تو ہم شیطان کو شکست دے سکتے ہیں ورنہ شیطان ہمیں شکست دے دے گا۔

آدمی کی طاقت

پیارے بچو!

شیطان کبھی بھی کسی مسلمان کو نہیں پچھاڑ سکتا اگر وہ مسلمان اپنی نیت اچھی کر لے اگر کسی مسلمان کی نیت ہی اچھی نہ ہو تو اس کو شیطان فوراً ہی پچھاڑ دے گا۔

بھئی میں تم لوگوں کو ایک کہانی سناتی ہوں پھر آپ سب کو میری بات فوراً سمجھ آجائے گی۔

گئے دنوں کی بات ہے ایک بستی میں پیپل کا بہت پرانا درخت تھا لوگ اس درخت سے فائدہ اُٹھاتے، آہستہ آہستہ چند جاہل لوگوں نے اس درخت کو خدا جان کر اس کی عبادت شروع کر دی

ایک نیک آدمی اس بستی میں رہا کرتا تھا اُس نے جب لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس درخت کی پوجا پاٹ کرتے ہیں تو اسے بہت غصہ آیا فوراً ہی گھر واپس آیا کلہاڑی اُٹھائی اور درخت کو کاٹنے کے ارادے سے چل پڑا۔

ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ شیطان ایک آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا اور اس آدمی سے کہنے لگا:

حضرت! اتنے غصے میں کہاں کا ارادہ ہے؟

اُن صاحب نے کہا: میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں

شیطان نے کہا: حضرت! آپ کو اس معاملہ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے رہنے دیجیے

اُس نیک آدمی نے کہا: میں اس برائی کو طاقت سے روکنے پر قادر ہوں میں اس کو ضرور روکوں گا۔

شیطان نے اس نیک آدمی کو اس نیک کام سے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہیں مانا یہاں تک کہ شیطان اور اس آدمی کے درمیان لڑائی ہو گئی۔

زبردست لڑائی کے بعد نیک آدمی نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔

اب شیطان نے ایک اور چال چلی اور مکاری کرتے ہوئے کہنے لگا: اگر تم اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ چھوڑ دو تو میں تم کو روزانہ چار تولہ سونا دوں گا اگر سودا منظور ہے تو بتاؤ۔

اس آدمی نے تھوڑی دیر سوچا لالچ اُس پر غالب آگیا۔

اُس آدمی نے شیطان سے کہا: لیکن مجھے سونا ملے گا کیسے؟

شیطان نے کہا: یہ سونا روز تمہیں تمہارے تکیے کے نیچے سے مل جایا کرے گا۔

وہ آدمی واپس اپنے گھر آگیا۔

دوسرے دن جب صبح نیند سے بیدار ہوا تو چار تولہ سونا موجود تھا وہ شخص بڑا خوش ہوا اگلے روز صبح جیسے ہی جاگا تو سب سے پہلے تکیے کے نیچے دیکھا تو اسے کچھ بھی نہیں ملا اس نے تکیہ کو اچھی طرح اٹھا کر دیکھا لیکن وہاں تو کچھ بھی موجود نہیں تھا اس شخص کو بڑا غصہ آیا، غصہ کی وجہ سے ناشتہ بھی نہیں کیا اور کلہاڑی ہاتھ میں لی اور درخت کاٹنے کے لیے چل پڑا۔

شیطان پھر آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا اور اس آدمی کو درخت کاٹنے سے منع کیا

اُس آدمی نے کہا:

آج تو میں درخت ضرور کاٹوں گا تم نے مجھے چار تولہ سونا دینا بند کر دیا ہے۔

شیطان نے اُسے چیخ کر منع کیا یہاں تک کہ دونوں میں زبردست لڑائی ہو گئی اور شیطان نے فوراً ہی اس آدمی کو پچھاڑ دیا۔

آدمی بڑا حیران ہوا اس نے شیطان سے پوچھا:

پہلے تو میں نے تم کو پچھاڑ دیا تھا میری طاقت کے سامنے تم بے بس ہو گئے تھے۔

لیکن اس بار تم نے مجھے پچھاڑ دیا اس کی وجہ کیا ہے؟

شیطان نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا:

میاں! جب تم پہلی دفعہ جا رہے تھے تو درخت کاٹنے جا رہے تھے تو تمہاری نیت پاک صاف تھی تمہارے اندر خلوص کی طاقت تھی جس نے مجھے پچھاڑ دیا

لیکن تم میرے بہکاوے میں آگئے اب جب تم درخت کاٹنے جا رہے ہو تو اصل میں تم درخت اس لیے نہیں کاٹنا چاہتے کہ شرک ختم ہو بلکہ اس لیے کاٹنا چاہتے ہو کہ تم کو چار تولہ سونا نہیں ملا۔

وہ شخص سخت شرمندہ ہوا اور منہ جھکائے واپس آگیا

تو پیارے بچو!

اگر آپ کی نیت اچھی ہو گی تو آپ ہر میدان میں کامیاب ہوں گے اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کو حاصل ہو گی۔

ہم سب کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہی کے لیے تمام کام کرنا چاہیے۔

سنہری بخاری شریف 2

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (کتاب الایمان)

ہارن

ڈھیٹ انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پی۔۔پی۔۔۔ پی۔۔پی۔۔۔ پی ی ی ی

گاڑی چلانا آتی نہیں ہے سڑک پر لے کر آجاتے ہیں۔

جیسے ہی بابا کی گاڑی رکی برابر گاڑی میں بیٹھے ہوئے صاحب آگے والی گاڑی کے ڈرائیور پر برس رہے تھے۔۔۔ بھائی آگے راستہ ہی نہیں تو کیا اُڑا کر لے جاؤں؟ آگے والی گاڑی کے ڈرائیور نے بھی بھرپور جواب دیا۔

پی۔۔پی۔۔۔ پی۔۔پی۔۔۔ پی۔۔پی۔۔۔ آگے پیچھے تمام گاڑیاں ہارن بجا رہی تھیں بابا! آپ بھی ہارن بجایئے نا۔۔۔۔ ہم کب سے اس ٹریفک جام میں پھنسے ہوئے ہیں آگے پیچھے سب گاڑی کے ڈرائیور ہارن بجا رہے ہیں۔

بابا جان نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔

بابا جان! میں نے حیرت سے بابا جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا! یہ ہارن اس لیے نہیں ہے نہ ہی اس کا یہ استعمال ہے۔ بابا جان نے بہت شفقت سے کہا

۔

بابا جان! ہم اس ٹریفک جام میں پھنسے ہوئے ہیں دیگر لوگ بھی تو ہارن بجا رہے ہیں

ایاز بیٹا!

آپ دیکھ رہے ہیں کیا کوئی گاڑی حرکت کر رہی ہے؟ بابا جان نے مجھ سے کہا

نہیں گاڑی تو کوئی حرکت نہیں کر رہی بلکہ بہت سے لوگوں نے تو شاید گاڑی کا انجن بھی بند کر دیا ہے۔ میں نے آس پاس دیکھتے ہوئے کہا

بیٹا! جب ہمیں معلوم ہے کہ ٹریفک بہت جام ہے تو ہارن دینا بے کار ہے اور یہ ہارن دینا لوگوں کو اذیت دینے کا باعث ہو گا اور میرے ہاتھ جب ہارن بجائیں گے تو آس پاس کے مسلمانوں کو ایذاء پہنچے گی اور ہم تو مسلمان ہیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں (کتاب الایمان)

مسلمان کو اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے صرف ہمارے نام سے معلوم نہ ہو کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ ہمارے کردار سے بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ بابا جان کی بات میری سمجھ میں آگئی تھی

کافی دیر کے بعد ٹریفک نے کچھ ہلنا شروع کیا شاید کوئی VIP آرہا تھا۔ عوام کے خادم کی اتنی عزت تو ہونی چاہیے۔ میں نے دل میں سوچا

اُف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ لیجیے یہ سگنل بھی آگیا گاڑی ایک دم رک گئی۔

ارے بابا جان! جلدی سے نکال لیں بس اسی گاڑی کے پیچھے پیچھے ورنہ ہم پھر پھنس جائیں گے۔

بیٹا! سگنل کی سرخ بتی (red light) جل رہی ہے سگنل بند ہے۔ بابا جان نے بہت تحمل سے کہا۔

لیکن آپ سے آگے جو گاڑی جا رہی تھی وہ تو نہیں رکی اس نے تو سگنل توڑ دیا تھا۔

بیٹا! اگر میں آگے والی گاڑی کے ڈرائیور کی طرح سگنل توڑ دیتا تو میرے پیچھے والا ڈرائیور بھی سگنل توڑتا پھر اس کے پیچھے والا بھی۔۔۔۔۔ اس طرح تو آگے ٹریفک جام ہو جاتا اور لوگوں کو پریشانی ہوتی، اب ہم نے سگنل نہیں توڑا تو ہمارے پیچھے آنے والے بھی رک گئے اور انہوں نے بھی سگنل نہیں توڑا کم از کم ہماری ایک اچھی عادت کی وجہ سے باقی لوگوں نے بھی قانون کی پاسداری کی دوسری سب سے اہم بات یہ کہ اگر ہم سگنل توڑ دیتے اور مخالف سمت سے آنے والی گاڑی ہم سے یا ہم اس سے ٹکرا جاتے تو یقیناً ہمارا یا دوسرے مسلمان کا نقصان ہوتا۔ ابھی ہم نے کیا حدیث پڑھی ہے؟

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں (الحدیث)

بابا جان! اس بائیک والے کو تو دیکھئے یہ تو مخالف سمت (wrong side) سے آرہا ہے۔
میں نے بابا جان کو سامنے سے آتی بائیک کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
بس بیٹا! اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو ہدایت دے یہ بہت نادانی اور گناہ کی بات ہے
اکثر اسی طرح کی جلد بازی کی وجہ سے ہمارا یا ہمارے کسی مسلمان بھائی کا نقصان ہو جاتا ہے
اس لیے تھوڑا سا انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں، چند منٹ کی تاخیر ہو گی نا!
بس۔۔۔۔۔ لیکن اپنی اور دوسرے مسلمان کی جان تو محفوظ رہے گی۔
ابھی چند دن پہلے ہی کی بات ہے رات کے وقت ایک نوجوان بائیک پر مخالف سمت سے آرہا تھا سونے پر سہاگہ اس کی بائیک کی ہیڈ لائیٹ بھی خراب تھی سامنے سے آنے والے ٹرک نے اس کو مار دیا اور وہ بے چارہ ہسپتال میں ہے۔ لاکھوں روپے اس کے علاج پر خرچ ہو گئے گھر والے قرض دار علیحدہ ہو گئے پریشانیاں بڑھ گئیں۔
اگر وہ نوجوان ٹریفک قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور موٹر سائیکل کی مینٹیننس maintenance کراتا رہتا ہیڈ لائیٹ ٹھیک ہوتی تو یہ حادثہ نہ ہوتا نہ اس کے غریب والدین کے لاکھوں روپے برباد ہوتے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔

ہماری ذرا سی بد احتیاطی ہمیں اور سامنے والے انسان دونوں کو خطرے میں ڈال دیتی ہے پھر ہم بعد میں افسوس کرتے ہیں اسی لیے تو کہتے ہیں۔

احتیاط افسوس سے بہتر ہے

زبان کا زخم

گھر پہنچتے پہنچتے شام ہو چکی تھی۔

عصر کی نماز ادا کی اور باقی لوگ بھی وضو کر کے جائے نماز بچھا رہے تھے۔

دادی جان کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔

نماز پڑھنے کے بعد جیسے ہی مما نے سلام پھیرا دادی جان سے صبر نہ ہو سکا۔

بہو! ذرا، میرے پاس آؤ! دادی جان نے مما سے کہا

بہو! تمہارے سدھرنے کے آثار مجھے دکھائی نہیں دیتے۔ دادی جان نے گرجتے ہوئے کہا۔

کیا ہو گیا؟ امی جان! کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی؟ مما نے نہایت نرمی سے کہا

کیا ہو گیا؟ ارے یہ کوئی آنے کا وقت ہے گھر میں؟ کون آرہا ہے گھر میں کون جارہا ہے مگر اس گھر کی بہو رانی ہیں کہ سیر سپاٹے ہی میں گم ہیں جیسے یہ گھر میں نہیں بلکہ مری کے کسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں۔

امی جان ہوا کیا ہے؟ کچھ پتہ تو چلے۔ بابا جان نے نہایت ادب سے پوچھا۔

بابا جان کا پوچھنا کیا تھا، دادی جان کا تو بلڈ پریشر شوٹ کر گیا۔

ارے تم تو بیوی کے غلام ہو گئے ہو تمہیں اس سے کیا؟ بیوی کو برقعہ اُڑھایا اور گھر سے نکل گئے گھومنے پھرنے۔ اس کے بعد تو دادی جان جو شروع ہوئیں تو بس بغیر فُل اسٹاپ کے اُنہوں نے مما اور بابا کو بہت سُنائی۔

ممابابا بھی خاموشی سے سُنتے رہے اُف تک نہیں کیا۔
بالآخر کچھ دیر کے بعد جب دادی جان کا بلڈ پریشر نارمل ہونا شروع ہوا تو دادی جان کی سانس بُری طرح پھول چکی تھی۔
امی! آپ نے یہ کیا کیا؟ پھوپھو نے دادی جان سے کہا
ارے میں نے کیا کیا ہے۔ تنبو لپیٹا اور نکل گئیں میاں کو لے کر۔۔۔دادی نے منہ بناتے ہوئے کہا
امی جان! اگر بھابی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ چلی گئیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ آخر دولہابھائی بھی تو آصفہ باجی کو لے کر آتے ہیں تب تو آپ بہت خوش ہوتی ہیں۔ پھوپھو نے آہستہ سے کہا
تم مجھے مت سمجھاؤ اور میری بیٹی سے کیسا مقابلہ؟ دادی جان نے توپوں کا رُخ پھوپھو کی طرف موڑ دیا۔
دادی جان! یہ لیجئے پانی پیجئے غصہ ٹھنڈا کیجئے میں نے ٹھنڈے پانی کا گلاس دادای جان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔
دادی جان نے پانی لیا اور تین سانسوں میں پانی پی لیا، پانی پیتے ہی غصہ ختم ہو چکا تھا دادی جان اتنا غصہ نہیں کیا کریں آپ! میں نے دادی جان سے کہا
ارے بیٹا! کیا کروں بس آجاتا ہے۔
دادی جان! آج بابا نے ایک حدیث شریف سُنائی تھی
اچھا کون سی حدیث سُنائی تھی؟ دادی جان کا غصہ تو ختم ہو ہی چکا تھا اب وہ ایاز کی باتوں

کو دلچسپی سے سن رہی تھیں۔

بابا جان نے بتایا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں [illegible]

تو دادی جان! تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا۔

ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ

یارسول اللہ ﷺ! افضل اسلام کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

جس نے اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو محفوظ رکھا (بخاری شریف کتاب الایمان)

ہاں بیٹا! تم صحیح کہہ رہے ہو مجھے احتیاط کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے: اے میری بندی! تو نے میری دوسری بندی کو اپنی زبان سے ایذاء دی تھی۔ دادی جان نے صاف گوئی سے کہا۔

امی جان! اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا رکھے آپ یقیناً میری اصلاح کے لیے ہی ایسا کرتی ہیں مما نے دادی جان کو مزید شرمندگی سے بچانے کے لیے ان سے گلے لگتے ہوئے کہا۔

سنہری بخاری شریف 3

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ بہتر اسلام کیا ہے؟

فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو

افضل اسلام

ٹھک ٹھک ۔۔۔ ٹھک ٹھک ۔۔۔ ٹھک ۔۔۔ دروازہ مسلسل کوئی بجار ہا تھا۔

آ رہے ہیں بھائی! طلحہ نے اندر سے جواب دیا۔

طلحہ نے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے باسل کھڑا تھا۔

جی فرمایئے! طلحہ نے سامنے کھڑے باسل کو دیکھ کر کہا۔

وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہ آنٹی ہیں باسل نے جھجکتے ہوئے کہا۔

ہاں ہیں کیوں کیا کام ہے؟ طلحہ کی ناگواری قائم تھی۔

وہ ۔۔۔ وہ آنٹی کو بُلا دیں طلحہ بھائی! باسل نے اپنی تمام ہمت جمع کرتے ہوئے کہا۔

ارے باسل بیٹا! کہو کیسے آنا ہوا؟ طلحہ کی امی، طلحہ اور باسل کی باتیں سن کر دروازے پر ہی آگئی تھیں۔

طلحہ اپنی امی کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔

آنٹی! آپ کے ہاں کیا رات کا کھانا ہو گا "بچا ہوا"؟ باسل نے نگاہیں نیچی کرتے ہوئے کہا۔

بیٹا رات کا بچا ہوا کیوں؟ ابھی پکا ہے تازہ وہ لے جاؤ۔ طلحہ کی امی کچن کی طرف پلٹ آئیں جلدی جلدی ایک ڈش میں کھانا نکالا، ہاٹ پاٹ سے روٹیاں نکال کر ایک برتن میں رکھیں اور باسل کو دے دیں۔

آنٹی! بہت معذرت آپ کو تنگ کیا اصل میں کل سے گھر میں کچھ نہیں پکا تھا اماں اور

ابا کیا کرتے دو دن ہڑ تال کی وجہ سے ابا ٹھیلا نہیں لگا سکے تھے گھر میں چھوٹے بہن بھائی بھوکے تھے تو میں رہ نہیں سکا اور آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا دیا اور اس محلے میں آپ کے گھر کے سوا کوئی ہمیں جانتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔

آنٹی بہت شکریہ !اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

میں یہ برتن آپ کو ابھی واپس لا کر دیتا ہوں یہ کہہ کر باسل واپس لوٹ گیا۔

باسل طلحہ کے پڑوس میں ہی رہتا تھا باسل ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا کافی خود دار تھا صبح اسکول جاتا اور شام میں اپنے والد کے ٹھیلے پر کھڑا ہو کر ان کا ہاتھ بٹاتا تھا طلحہ کو باسل کا اپنے گھر آنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

اے اللہ ! مجھے معاف کر دے. اے اللہ ! مجھے معاف کر دے ۔ طلحہ کی امی کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات تھی، اے اللہ ! میرے پڑوس میں ہمسائے کے بچے بھوکے سو گئے اور مجھے کچھ خبر ہی نہ ہو سکی، اے اللہ ! میرے گناہوں کو معاف فرما، میں کتنی غافل رہی اپنے پڑوسیوں سے اے اللہ ! مجھ پر رحم فرما۔ طلحہ کی امی مصلے پر بیٹھی دُعا مانگتے ہوئے مسلسل رو رہی تھیں۔

طلحہ اپنی امی کی اس کیفیت پر بڑا حیران تھا جیسے ہی امی نے دعا ختم کی طلحہ ان کے پاس پہنچ گیا امی کی آنکھیں ابھی تک بوجھل تھیں ۔

امی آپ نے باسل کو کھانا دے تو دیا اب آپ کیوں رو رہی ہیں ؟ طلحہ نے اپنی امی سے ہمدردی کرتے ہوئے پوچھا۔

بیٹا! پڑوسیوں کے حقوق بہت زیادہ ہوتے ہیں

امی! یہ تو باسل کی غلطی ہے نا! وہ کل رات آپ کو بتا دیتا اس کے گھر کچھ نہیں پکا ہے اس میں آپ کا تو کوئی قصور نہیں نا! طلحہ نے اپنی سمجھ کے مطابق کہا۔

نہیں بیٹا! بعض اوقات انسان کی خودداری اسے اجازت نہیں دیتی کہ وہ کسی سے مانگے ہمیں خود اپنے آس پڑوس کے لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے اُن کے گھر کھانا بھیج دینا چاہیے طلحہ بیٹا! کھانا کھلانا تو ویسے بھی اجر و ثواب کا باعث ہے حدیث شریف میں ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ بہتر اسلام کیا ہے؟

فرمایا: تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو (کتاب الایمان)

تو بہتر اسلام یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے۔ کیا ہمیں بہترین مسلمان ہونا چاہیے؟ طلحہ کی امی نے طلحہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جی امی! بالکل۔ طلحہ نے اپنی امی کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے گردن ہلائی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلائے (کنز العمال)

طلحہ بیٹا! کھانا کھلانے کے بارے میں بہت سی احادیث میں تعریف کی گئی ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

کسی بھوکے پیٹ والے کو سیر ہو کر کھانا کھلانے سے زیادہ کوئی عمل افضل نہیں ہے۔

مغفرت کا ذریعہ:

بیٹا! ہم میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے ایک حدیث کا مفہوم ہے۔

مغفرت کا باعث ہے کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا جائے۔

دوزخ کی خندق سے نجات کا ذریعہ:

ایک جگہ ان مسلمانوں کو جو بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں ان کو دوزخ کی خندقوں سے نجات کی یوں بشارت دی۔

جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو روٹی کھلائی کہ وہ سیر ہو گیا اور اس کو پانی پلایا وہ سیر ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی سات خندقوں سے دور کر دے گا ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال ہے۔

تو بیٹا! یہ سارے انعامات ہمیں جب ملیں گے جب ہم اللہ کی رضا کے لیے یہ سب کریں گے۔

صبح سویرے جب کسی سے ملاقات ہو تو کہتے ہیں

صبح بخیر GOOD MORNING

12 بجے کے بعد کہتے ہیں

سہہ پہر بخیر GOOD AFTERNOON

اور جب شام میں کسی سے ملاقات ہو تو کہتے ہیں

شام بخیر GOOD EVENING

انگلش لینگویج کی کلاس میں مس بچوں کو پڑھا رہی تھیں طلحہ یہ سب بلیک بورڈ سے دیکھ دیکھ کر اپنی کاپی میں لکھ رہا تھا۔جب تمام بچے لکھ چکے تو مس نے بچوں کی آپس میں CONVERSATION بھی کرائی تا کہ بچوں کو با آسانی یاد ہو جائے۔

ٹیوشن سے واپسی پر طلحہ گھر میں داخل ہوا تو اس کی خوشی دیدنی تھی نانا، نانی گھر آئے ہوئے تھے۔نانا کو دیکھتے ہی طلحہ نے زور سے کہا: نانا جان! GOOD EVENING

نانا نے حیرت سے طلحہ کی طرف دیکھا۔

طلحہ کو اندازہ ہوا شاید کوئی غلطی ہو گئی ابھی طلحہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے چھوٹی خالہ کی بیٹی نمرہ بھی گھر میں داخل ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا:

"نمستے "(ہندوؤں کے سلام کا طریقہ)

نانا جان اور نانی جان نے بغور نمرہ کو دیکھا ساتھ ہی فائزہ آنٹی پر جو نمرہ کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہوئی تھیں اُن پر ایک نظر ڈالی۔

السلامُ علیکم ابو جان!

السلامُ علیکم امی جان! فائزہ آنٹی نے گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

وعلیکم السلام بیٹی! کیسی ہو؟ نانا جان نے شفقت سے پوچھا:

الحمدُللہ، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ فائزہ آنٹی نے نانا جان اور نانی جان سے پوچھا۔

کچھ دیر پہلے تو کافی بہتر تھے لیکن اب طبیعت پر کافی بوجھ محسوس ہو رہا ہے۔ نانا جان نے فائزہ آنٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیسا بوجھ؟ ابو جان! کیا ڈاکٹر کے پاس لے کر چلوں؟ فائزہ آنٹی تو ابو کی طبیعت کا سن کر گھبرا گئیں۔

نہیں بیٹی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں تم آگئی ہو اس کا علاج تو تم بھی کر دو گی۔ نانا جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسا علاج؟ میں کچھ سمجھی نہیں۔ فائزہ آنٹی نے حیرت سے کہا۔

فائزہ بیٹی! یہ بتایئے کیا ہم مسلمان ہیں؟ نانا جان نے پوچھا۔

جی بالکل۔۔۔۔۔۔ فائزہ آنٹی کی حیرت برقرار تھی۔

بیٹا: بحیثیت والدین ہم پر اسلام نے کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد کی ہیں؟

جی ابو جان! بالکل۔۔۔۔

تو فائزہ! یہ ذمہ داریاں ادا کرنے میں آپ سے کوتاہی کیوں ہو رہی ہے؟ نانا جان نے فائزہ آنٹی سے کہا

کیسی کوتاہی؟ ابو جان! فائزہ آنٹی ذہنی طور پر اب تیار ہو چکی تھیں کہ نانا جان ان کے بچوں کے حوالے سے ہی کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

بیٹا! انڈین ڈراموں، فلموں اور کارٹون کے ذریعے ہندوؤں کی تہذیب و ثقافت ہمارے گھر میں آچکی ہے۔

کیا ہماری ذمہ داری نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اسلامی تہذیب و ثقافت اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کریں؟ نانا جان نے پوچھا

جی ابو جان! بالکل ایسا ہی ہونا چاہیے جہاں تک ممکن ہوتا ہے میں کوشش کرتی ہوں پھر بھی اگر کہیں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے تو نشاندہی ضرور کیجیے گا

بیٹا! ابھی طلحہ نے آکر مجھے سلام نہیں کیا بلکہ GOOD EVENING کہا

اسی طرح نمرہ نے بھی سلام نہیں کیا بلکہ "نمستے" کہا۔

بیٹا! یہ ان کا مذہبی شعار ہے اور حدیث شریف کا مفہوم ہے۔

"ہم میں سے وہ نہیں جو غیروں کا شعار اختیار کرے یہود و نصاریٰ کا شعار اختیار نہ کرو یہود کا سلام ہاتھ سے اشارہ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ ہے"

بیٹا! اب تو میں نے دیکھا ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں اگرچہ زبان سے بھی کہتے ہیں۔

السلامُ علیکم کہنا کافی ہے ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک کام کرو طلحہ، نمرہ اور دیگر بچوں کو بھی بلالو میں ان کو سمجھا دیتا ہوں، آخر یہ بڑوں کا ہی تو کام ہے کہ وہ چھوٹوں کی اصلاح کریں۔

تھوڑی ہی دیر میں گھر کے تمام بڑے اور بچے نانا جان کے پاس جمع تھے۔

پیارے بچو! آپ نے سیدنا آدم علیہ السلام کا قصہ تو "سنہری کہانیاں" میں پڑھا ہی ہے

جی نانا جان! تمام بچوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

تو بچو! اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد فرمایا: جایئے! فرشتوں کی جماعت کو سلام کیجیے اور سنیئے! وہ آپ کو کیا جواب دیتے ہیں؟ بے شک وہ تمہارا سلام ہے اور تمہاری اولاد کا سلام ہے

سیدنا آدم علیہ السلام ان کے پاس گئے اور جا کر ان سے کہا: السلام علیکم

فرشتوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

تو یہ سلام کا طریقہ ابتداء سے ہی چلا آرہا ہے۔

بچو! یہ کتنا اچھا طریقہ ہے سلام کا کسی اور مذہب وملت کے پاس ایسا اچھا طریقہ ہے ہی نہیں سوائے دین اسلام کے۔

سلام پر نیکیاں:

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کہے "السلام علیکم" اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ کہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے"

سلام کرنے سے نیکیوں میں اضافہ:

سلام کرنے سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

"سلام کرنے کو عام کرو تمہاری نیکیاں بہت ہو جائیں گی اور اپنے گھر والوں کو سلام کرو تمہارے گھر میں خیر زیادہ ہو گی"

سلام ہر ایک کو کرنا چاہیے جسے آپ جانتے ہوں اُسے بھی اور جسے آپ نہیں جانتے ہوں اُسے بھی کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

اور سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو (کتاب الایمان)

نانا جان ایک بات تو بتایئے؟ طلحہ نے سوال کیا

پوچھو بیٹا: سلام چھوٹوں کو کرنا چاہیے یا بڑوں کو؟

بیٹا سلام میں جو پہل کرے گا اسے نیکیاں زیادہ ملیں گی۔

نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بارے میں جو تعلیم دی ہے وہ یہ ہے۔

قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

چھوٹا بڑے کو گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم (تعداد) والے زیادہ (تعداد) والوں کو سلام کریں۔ (کتاب الاستیذان)

اور فرمایا:

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

سوار پیدل چلنے والے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو

مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں:

بچو! سلام کے ساتھ مصافحہ کرنے سے سلام کامل ہوتا ہے اور مصافحہ کرنے سے گناہ بھی جھڑتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں جو ان میں پہل کرتا ہے اس کو نوے رحمتیں اور مصافحہ کرنے والے کے لیے دس رحمتیں ہوتی ہیں۔

تو میرے بچو! ہمارے اسلام نے سلام کرنے میں کتنی رحمتیں برکتیں عطا کی ہیں اور ہم سلام چھوڑ کر کتنی نیکیوں اور برکتوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہمیں GOOD MORNING ,GOOD EVENING وغیرہ زبان کی حد تک تو سیکھنا چاہیے مگر اس کو اپنے ہاں استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ لینگوتیج کے اساتذہ کو بھی چاہیے وہ جب بچوں کو یہ بتائیں تو ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتائیں کہ اسلام نے انہیں سلام کی تعلیم دی ہے مسلمان بچوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

مجھے اُمید ہے آپ سب بچوں سے کہ آئندہ سلام کو ترک نہیں کریں گے۔

جی نانا جان! ان شاء اللہ ہم سلام کو اب کبھی ترک نہیں کریں گے بلکہ

GOOD MORNING ,GOOD EVENING، نمستے وغیرہ کو ترک کریں گے ۔ تمام بچوں نے ایک ساتھ کہا: ان شاء اللہ

سنہری بخاری شریف 4

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں بن سکتا، جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

پسند

شعیب۔۔۔۔ شعیب۔۔۔ شہاب صاحب نے اپنے بیٹے کو آواز دی

جی آیا بابا جان!

بیٹا! آج عید کی شاپنگ کے لیے جانا ہے تیاری کر لو۔

جی بابا جان! میں تو تیار ہوں، علیزہ آپی اور عینی تیار ہو رہی ہیں۔ شعیب نے بابا جان کو بتایا۔

تھوڑی ہی دیر میں علیزہ اور عینی بھی آ گئیں اور گھر سے باہر کھڑی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئیں ، نئ VITZ سڑک پر رواں دواں تھی کچھ ہی دیر میں گاڑی مارکیٹ کے قریب پارک کر کے سب شاپنگ، پلازہ میں داخل ہو گئے۔ مما، شعیب، علیزہ اور عینی سب اپنی اپنی پسند کے کپڑے لے رہے تھے، علیزہ اور عینی نے جیولری بھی لینی تھی اور شعیب کی شاپنگ تو بس قمیص شلوار پینٹ شرٹ اور جوتے چپل شاپنگ مکمل۔

ارے علیزہ بیٹا! اپنے چچا اور چچی کے لیے بھی ایک ایک سوٹ لے لینا۔ بابا جان نے علیزہ سے کہا۔

بابا جان! ان کے لیے تو ہم قریبی مارکیٹ سے بھی خرید لیں گے یہ تو بہت مہنگا شاپنگ مال ہے یہاں تو ہر چیز برانڈڈ branded ہے.

علیزہ کی بات سن کر شہاب صاحب حیران رہ گئے اس وقت تو بازار اور رش کا خیال کر کے خاموش ہو گئے لیکن یہ بات اُن کے دل میں بُری طرح چُبھ گئی تھی۔

واپسی پر شہاب صاحب بہت افسردہ تھے۔۔۔شہاب صاحب کے اُترے ہوئے چہرے کو مسز شہاب نے بھانپ لیا تھا لیکن وہ یہ جاننے سے قاصر تھیں کہ معاملہ کیا ہے؟

شاپنگ کے دوران ہونے والی تمام باتوں پر وہ غور کر چکی تھیں لیکن اس دوران کوئی بھی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جو شہاب صاحب کو ناگوار گزری ہو۔

باباجان! خیریت تو ہے آپ کچھ افسردہ افسردہ لگ رہے ہیں۔ عینی نے باباجان کی افسردگی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

ارے نہیں بس ایسے ہی سر میں درد ہے۔شہاب صاحب مناسب وقت کا انتظار کر رہے تھے جہاں وہ اپنے بچوں کی تربیت کر سکیں،انہیں اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکیں۔۔۔گھر پہنچنے کے بعد شہاب صاحب اپنی امی کے پاس چلے گئے۔

شہاب صاحب جب چہرے کے تاثرات اپنے بیوی بچوں سے نہ چھپا سکے تو بھلا ماں سے یہ کیسے پوشیدہ رہ سکتے تھے۔

کیا ہو گیا شہاب! کیوں اداس ہو؟ شہاب صاحب کی والدہ نے پوچھا

شہاب صاحب تھوڑی دیر تو خاموش رہے پھر شاپنگ مال میں ہونے والی گفتگو سے اپنی والدہ کو آگاہ کیا۔

امی جان! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں میں نے ہمیشہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہے پھر انہوں نے یہ گھٹیا بات کہاں سے سیکھی؟ان کے اذہان میں یہ بات کیسے آئی؟شہاب صاحب نے اپنی والدہ سے کہا۔

بیٹا!اس کی تو بہت سے وجوہات ہیں۔

دنیاوی نصاب تعلیم جس کا نصاب ترتیب دیتے ہوئے ہمارے دانشور قومی اور ملی مقاصد کو فراموش کر دیتے ہیں۔

ٹی وی پر آنے والے انڈین اور پاکستانی ڈرامے جن میں ساس بہو، نند بھاوج اور دیورانی جٹھانی کے جھگڑوں کی عملی تربیت دی جاتی ہے تو ان تمام خرافات کا تعفن بچوں کے اذہان کو آلودہ تو کرے گا اور ان خرافات نے بچے تو بچے بڑوں کو بھی اپنے حصار میں لے رکھا ہے

۔

آج کل کے نوجوان میاں بیوی یہ نہیں سوچتے کہ ان کی نفرتوں کی دیوار سے مستقبل میں اُنھیں کے بچوں کا راستہ رُکے گا یہ آگ جس کو وہ بھڑکا رہے ہیں ایک دن ان ہی کے گھر کو جلا رہی ہو گی لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہو گی اور یہ آگ بجھانا کسی کے بس میں نہیں ہو گا۔کاش ہماری بہوئیں ،بیٹیاں اور ساس میں اتنی محبتیں ہوتیں تو پھر یہ بات نہیں ہوتی۔شہاب صاحب کی والدہ کی آنکھوں میں نمی آچکی تھی انہوں نے عینک اتار کر اپنے دوپٹے سے آنکھیں صاف کیں۔

مجھے کیا کرنا چاہیے ؟امی جان !شہاب صاحب نے اپنی والدہ سے حل پوچھا

بیٹا ! آج کے دور میں والدین کے پاس بچوں کی تربیت کے لیے وقت نہیں ہے بہت مصروف زندگی ہے۔

خاندانی نظام دم توڑ رہا ہے مشترکہ خاندانی نظامjoint family system میں تو بچوں کی تربیت دادا، دادی، چچا، تایا، پھوپھو سب مل کر کرتے ہیں لیکن اب تو اس سسٹم میں بھی سب اتنے مصروف ہیں کہ کسی کے لیے بھی کسی کے پاس وقت نہیں

ہے۔

شہاب! تم ان کو اسلامی کتب لا کر دو اور ساتھ ہی عائشہ کو بھی سمجھاؤ وہ ماں ہے جب وہ اپنے بچوں کو سمجھائے گی تو زیادہ اثر ہو گا۔شہاب صاحب کی والدہ نے شہاب صاحب کی بیوی عائشہ کے لیے کہا

بہتر امی جان میں کوشش کرتا ہوں یہ کہہ کر شہاب صاحب کمرے سے باہر نکل آئے۔کمرے سے باہر نکلے تو سامنے ہی علیزہ کھڑی تھی

بابا جان! سوری! آپ کا میری وجہ سے دل دکھا میں معافی چاہتی ہوں۔علیزہ نے نگاہیں جھکائے جھکائے کہا۔

بیٹا آپ کو احساس ہو گیا اس سے بڑھ کر کیا ہے

بیٹا! آپ کے چچا جان اور چچی جان ہم سے غریب ہیں اس لیے انہیں برانڈڈ branded پہننے کا حق نہیں ہے؟

بیٹا! یہ سوچ تو اچھی نہیں نا! شہاب صاحب نے بہت پیار سے علیزہ کو سمجھایا

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں بن سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

بیٹا! جب ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرما دیا تو ہمیں اپنے مسلمان بھائی کا خیال رکھنا

چاہیے جو اپنے لیے پسند کریں وہ ہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کریں اور یہ تو آپ کے چچاہیں آپ کا خون کا رشتہ ہے۔

جی بابا جان! میں آئندہ اس بات کا خاص خیال رکھوں گی۔علیزہ نے عزم کے ساتھ کہا

رکو۔۔۔رکو علیزہ!!!! کہاں جارہی ہو؟ شہاب صاحب نے علیزہ کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہنے جارہی ہوں۔علیزہ نے جاتے جاتے جواب دیا۔

بابا جان! بس ابھی ہم دوبارہ بازار جائیں گے اور ابھی ویسے ہی سوٹ جیسے ہم نے اپنے لیے پسند کیے ہیں چچا جان اور چچی جان کے لیے لائیں گے۔

کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں بن سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

سنہری بخاری شریف 5

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہِ وَوَلَدِہِ

اس (پاک ذات) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میلاد کی محفل شروع ہو چکی تھی

آج ہمارے گھر خواتین کی محفلِ میلاد ہے اور اس میں عالمہ عروج تبسم صاحبہ بھی تشریف لا رہی ہیں عالمہ عروج تبسم صاحبہ بہت اچھی تقریر کرتی ہیں۔ سمیرا نے خالہ جان کو بتایا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے نعت خوانی کے ساتھ ساتھ تقریر بھی ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کو دین کی معلومات بھی ہو سکے، عالمہ عروج تبسم شعلہ بیان مقرر ہیں اور خواتین ان کی تقریر ذوق و شوق کے ساتھ سنتی ہیں۔۔۔۔ خالہ جان نے کہا

اچھا خالہ جان پھر بات ہو گی تقریر شروع ہو گئی ہے۔۔۔۔ میں نے فون رکھتے ہوئے کہا

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

قابل احترام! اسلامی بہنو!

آج ہم سب یہاں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔۔۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے انسانیت کو رموزِ انسانیت سے آگاہ کیا۔

وہ نبی ﷺ جو خالقِ کائنات کا محبوب اور ایسا محبوب کہ جس کے لیے خود ربِ کائنات فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوٰنُكُمْ وَاَزْوٰجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوٰلُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿سورہ توبہ ۲۴﴾

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

اور حدیث شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ

اس (پاک ذات) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

محترم خواتینِ امت!

ایک دن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت ماب ﷺ میں حاضر تھے۔
نبی کریم ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا:

اے عمر! تم صرف مجھ سے محبت رکھتے ہو یا اور کسی چیز سے؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ حضور سے بھی محبت رکھتا ہوں اور مال و اولاد سے بھی نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے پر پھیرا اور پھر دریافت کیا اب؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ سب کی محبت نکل گئی ہے اب صرف اپنی جان کی محبت باقی ہے

نبی کریم ﷺ نے دوبارہ اپنا دستِ اقدس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے پر پھیرا اور پھر دریافت کیا اب؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ اب صرف آپ کی محبت باقی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا

قابلِ احترام خواتینِ امت!

محبتِ رسول ﷺ کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہو سکتا۔ تاریخ اسلام میں سیدنا زبیر بن العوام کا سنہری واقعہ بھی محبتِ رسول ﷺ کو کیا خوب بیان کر رہا ہے۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ جس وقت ایمان لائے اس وقت ان کی عمر 16 برس تھی۔

ایک دن مکہ میں کسی نے یہ افواہ اڑا دی کہ نبی کریم ﷺ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی یہ خبر سُنی تڑپ اُٹھے اور فوراً ہی تلوار لے کر دربارِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف چل دیئے سیدنا زبیر بن العوام کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی چہرے پر غیرتِ ایمانی کا نور چمک رہا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر پوچھا:

اے زبیر! یہ ننگی تلوار لے کر کیوں آ رہے ہو؟

سیدنا زبیر بن العوام نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ مجھے یہ خبر ملی کہ کفار نے آپ کو گرفتار کر لیا ہے تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور جان کی پرواہ کیے بغیر میں میدان میں کود گیا۔

نبی کریم ﷺ نے جب اپنے غلام کا یہ ایمان افروز جواب سنا تو بہت خوش ہوئے، پھر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کی تلوار کے حق میں دعا فرمائی۔

لائق صد احترام و تکریم خواتین!

تاریخ کے ابواب میں عشق و محبتِ رسول ﷺ کے ان گنت واقعات جگمگا رہے ہیں۔

حضرت زید کو جب کفارِ مکہ نے حرم سے نکالا اور صفوان بن امیہ نے خریدا تا کہ ان کو شہید کر کے اپنے باپ امیہ کا بدلہ لے سکے اس موقع پر ابو سفیان بن حرب نے پوچھا:

اے زید! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم چاہتے ہو اس وقت تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتے اور اُن کو شہید کر دیا جاتا اور تم عافیت کے ساتھ اپنے اہل و عیال کے پاس ہوتے۔

حضرت زید نے جواب دیا۔

اے ابو سفیان! اللہ کی قسم میرے لیے تو یہ بات بھی نا قابل برداشت ہے کہ میرے آقا ﷺ عزت و اکرام سے جہاں اس وقت تشریف فرماہیں میرے آقا ﷺ کے پاؤں کے تلوؤں میں کوئی کانٹا بھی چبھے اور میں گھر میں بیٹھا رہوں۔

حضرت زید کا یہ ایمان افروز جواب سن کر ابو سفیان کا چہرہ فق ہو گیا۔

پھر کفار مکہ نے ایک اور وحشت انگیز فیصلہ کیا۔

معلوم ہے کفار مکہ نے کیا وحشت انگیز فیصلہ کیا؟ عالمہ عروج تبسم صاحبہ نے حاضرین سے سوال کیا۔

انہوں نے فیصلہ کیا اب زید کو تلوار سے قتل نہیں کیا جائے گا

بلکہ زید کو تیروں سے قتل کیا جائے تاکہ یہ درد سے بے تاب ہو کر دینِ اسلام کو ترک کرنے کا اعلان کرے۔

پھر چاروں طرف سے اُن پر تیروں کی بارش کر دی گئی یہاں تک کہ حضرت زید منصبِ شہادت پر فائز ہو گئے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حسنِ یوسف پہ کٹی مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

اور محبتوں کے یہ مناظر اقوامِ عالم کی تاریخ اور عشق و محبت کی کسی کتاب میں نہیں ملیں گے۔ یہ صرف محبتِ رسول ﷺ کے باب میں ملیں گے۔

محبتِ رسول ﷺ کا ایک حسین باب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے دوستی اور دشمنی صرف نبی کریم ﷺ کے تعلق سے کی۔

محبت رسول کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿سورہ مجادلہ ۲۲﴾

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ

رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی

جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

اللہ تعالیٰ نے دوستی اور دشمنی کی حدود بتادیں۔

یہ ممکن نہیں کہ حضور ﷺ سے بھی محبت ہو اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دوستی بھی۔۔۔۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور ﷺ سے وفاداری کادم بھی بھریں اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے بھی ملیں۔

اور تاریخ کے سینے پر سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح کا یہ سنہری واقعہ آج بھی امت مسلمہ کو روشنی دکھارہا ہے۔جب میدان اُحد میں حق وباطل کی جنگ ہورہی تھی۔

ایک طرف حضور نبی کریم ﷺ کے وفادار وجانثار کھڑے تھے تو دوسری طرف کفار کالشکر تھا۔

سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح میدان میں تلوار لیے کھڑے تھے اور کفار کو للکار رہے تھے۔

کافروں نے جب سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح کو دیکھا تو مقابلے کے لیے آپ کے باپ کو بھیجا اور سوچا کہ ابو عبیدہ جیسے بہادر کے لیے بڑے سے بڑے سورما کو شکست دینا آسان ہے مگر جب سامنے باپ موجود ہو تو تلوار نہیں اُٹھ سکے گی۔

سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح نے لشکر کفار سے کہا:میرے مقابلے پر کسی نوجوان کو بھیجو۔

کفار نے دوبارہ آپ کے باپ کو سامنے کردیا۔

سیدنا ابو عبیدہ ابن جراح نے جب دیکھا کہ مقابلہ کے لیے کفار کسی کو سامنے نہیں لاتے تو اس آسماں نے یہ منظر بھی دیکھا، بیٹے اور باپ کی تلوار آپس میں ٹکرائی اور پھر باپ کا سر

جسم سے جدا ہو چکا تھا اور جسم تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو چکا تھا اور میدان اُحد کا ذرہ ذرہ پکار کر کہہ رہا تھا۔

دشمنِ رسول کی ایک ہی سزا

سر تن سے جدا سر تن سے جدا

اللہ کے رسول ﷺ ہی کی محبت تھی جس نے میدانِ بدر میں دوستی اور دشمنی کا پیمانہ مقرر کر دیا تھا۔

حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔

سیدنا علی اور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو اُن کے رشتہ دار تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں کے لیے بس اپنے حبیب کی محبت کا پاس تھا اور آج تک ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ سے محبت ہے تو نبی کریم ﷺ سے عداوت رکھنے والے ہمارے دوست نہیں ہو سکتے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دشمنِ احمد پر شدت کیجیے

ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

یارسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجئے

شرک ٹھہرے جس مذہب میں تعظیم حبیب ﷺ

اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

عالمہ عروج تبسم صاحبہ نے بیان ختم کیااور سب نے باادب کھڑے ہو کر درودوسلام کانذرانہ پیش کیا۔

شیرینی کے ساتھ اس دفعہ سمیرا کی امی نے میلاد میں اصلاحی دینی کتابیں بھی تقسیم کی تھیں۔

سنہری بخاری شریف 6

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ

حیا تو ایمان کا حصہ ہے

لباس اور حیاء

happy birthday to you......----Happy birthday to you.......

سالگرہ کا کیک کٹ رہا تھا.

عمیرہ کی آج سالگرہ تھی اپنی نئی فراک میں وہ کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

فراک پر لگے ستارے رات کو لائیٹ پڑنے پر جب چمکتے تو فراک کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہو جاتا۔

عمیرہ عمیرہ۔۔۔۔۔دیکھو تو کون آیا ہے ؟ مما نے عمیرہ کی توجہ عمیرہ کی خالہ کی طرف دلائی

ارے واہ! یہ تو عمیرہ کی شکل میں کوئی پری آگئی ہمارے گھر میں۔ نمرہ خالہ نے عمیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے تعریف کی۔

نمرہ آنٹی! میں آپ سے ناراض ہوں۔ عمیرہ نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا

ارے میری جان! کیوں ناراض ہو تم مجھ سے ؟ خالہ جان نے عمیرہ کے دونوں بازو پکڑتے ہوئے لاڈ سے کہا

آپ اتنی دیر سے کیوں آئیں؟ میں نے بہت انتظار کے بعد کیک بھی کاٹ لیا عمیرہ نے ناراضگی کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ وجہ ہے ناراضگی کی ویسے ایک بات ہے راز کی نمرہ خالہ نے سرگوشی کرتے

ہوئے کہا۔

جب تم اپنا گفٹ دیکھو گی نا! تو ساری ناراضگی اُڑن چھو ہو جائے گی۔ نمرہ آنٹی نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی ناراضگی کو واقعی اُڑن چھو کر دیا تھا۔

کافی بڑا گفٹ لگ رہا ہے عمیرہ نے گفٹ کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔

عمیرہ نویں جماعت کی طالبہ تھی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے بہت لاڈلی تھی ہر سال اس کی سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔

سالگرہ کی تقریب اب تقریباً ختم ہو چکی تھی، مہمان آہستہ آہستہ اپنے اپنے گھر جانے کی اجازت لے رہے تھے اور عمیرہ کے والد حبیب خان خوش دلی کے ساتھ مہمانوں کی آمد کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کر رہے تھے۔

عمیرہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو خوشی اس کی آنکھوں سے ظاہر تھی پورا کمرہ تحفوں سے بھرا ہوا تھا۔

عمیرہ اپنی مما کے ساتھ بیٹھ کر ایک ایک گفٹ کھول رہی تھی، کسی میں کوئی گیم تھا تو کسی میں کوئی شو پیس کسی نے اس کو کپڑے تحفے میں دیئے تھے تو کسی نے بیڈ منٹن۔

واہ! زبردست! عمیرہ نے بے ساختہ کہا۔

حبیب خان اور ان کی اہلیہ کی توجہ عمیرہ کی طرف ہو گئی۔

مما! یہ دیکھئے نا کتنی خوبصورت باربی ڈول ہے۔۔۔ عمیرہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

بہت اچھی لگ رہی ہے مما نے ہاتھ میں لے کر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور مما! اس کے ساتھ اس کے کتنے اچھے اور خوب صورت ڈریس بھی ساتھ آئے ہیں

حبیب خان اب مکمل طور پر باربی ڈول کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

مما! ایسے ہی میرے کپڑے بنایئے گا۔ عمیرہ نے باربی ڈول کے کپڑے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

عمیرہ کے گھر کا ماحول ایک اچھا ماحول تھا عمیرہ کی مما حجاب بھی کرتی تھیں اور گھر میں بھی وہ دوپٹے سے رہتی تھیں۔

عمیرہ کی خواہش نے ان کی چھٹی حس کو خبر دار کیا اور ایک لمحے کے لیے وہ حیران رہ گئیں کہ کس طرح اغیار نے ہمارے بچوں کو حیاء سے عاری لباس کی طرف مائل کر لیا

گڑیا کی حد تک تو لباس کافی تھا مگر یہ تو خود میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ ہمارے بچوں پر کیا اثرات مرتب کرے گا۔

اُف میرے خدایا! کیسی بھیانک سازش تیار کی گئی ہے مسلمان بچیوں کے لیے، یہ لباس دیکھ کر ان میں ایسے ہی لباس کی خواہش جنم لے گی اور مارکیٹ میں ایسے ہی لباس کی کثرت عام ہوتی جا رہی ہے سرمایہ دار صرف پیسے کمانے کے لیے اس طرح کے لباس کو عام کر رہے ہیں۔ عمیرہ کی مما سوچتی ہی رہ گئیں۔

مما! کیا ہوا؟ عمیرہ نے اپنی مما کا ہاتھ ہلایا۔

جی بیٹا! نہیں کچھ نہیں اور بھی گفٹ کھولو نا! عمیرہ کی مما اس وقت اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی تھیں انہوں نے عمیرہ کی توجہ دوسری طرف مبذول کرا دی

عمیرہ اور گفٹ کھولنے میں مصروف ہو گئی۔

دوسرے دن عمیرہ کی مما جب اسکول سے چھٹی کے وقت عمیرہ کو لینے اسکول آئیں تو

عمیرہ نے پوچھا:

مما! آپ حجاب کیوں پہنتی ہیں؟

عمیرہ کی مما نے عمیرہ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور کہا: گھر چلو پھر بتاؤں گی۔

عمیرہ کی مما کی ایک بڑی مشکل آسان ہو چکی تھی وہ کل سے پریشان تھیں کہ عمیرہ کے ذہن میں باربی ڈول والے لباس کے حوالے سے کیسے بات کریں اس کے ذہن میں آنے والی اس بات کو کہ یہ لباس اچھا نہیں ہے کیسے سمجھاؤں اور اب عمیرہ کے سوال نے اُن کی اس مشکل کو آسان کر دیا تھا۔

گھر پہنچ کر عمیرہ نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا

بیٹا! کپڑے تو تبدیل کر لو اور کھانا کھالو، ظہر کی نماز کے بعد میں آپ کو بتاؤں گی، میں حجاب کیوں پہنتی ہوں۔ مما نے مسکرا کر عمیرہ سے کہا۔

عمیرہ نے کپڑے تبدیل کیے کھانا کھایا اور پھر اپنی مما کے ساتھ ہی ظہر کی نماز ادا کی اور دُعا کے فوراً بعد اپنا سوال دہرایا۔

ہاں بھئی ہاں! بالکل بتاتی ہوں۔

عمیرہ بیٹی! میں حجاب اس لیے پہنتی ہوں کہ اس کا تعلق حیاء سے ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ

حیا تو ایمان کا حصہ ہے

عمیرہ بیٹا! آپ ﷺ نے فرمایا:

حیاء ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا۔

اب تمہاری سمجھ میں آئی کہ میں حجاب کیوں کرتی ہوں۔ مما نے مسکراتے ہوئے عمیرہ سے کہا۔

جی مما آگئی سمجھ میں۔ عمیرہ نے جواب دیا

ایمان اور حیاء ایک لڑی میں جڑے ہوئے ہیں اگر حیاء چلی جائے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے

یہ کیسے ؟عمیرہ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔

سمجھاتی ہوں۔

ایک گاؤں میں ایک لڑکا رہتا تھا، لڑکا بھینگا تھا اس کو ہر چیز کے دو نظر آتے تھے، وہ سبق پڑھتا تو کہتا یہ دو الف ہیں یہ دو ب ہیں ہر چیز اس کو دو ہی نظر آتی تھی

ایک دن اس کے استاد نے سوچا کیوں نہ اس کو سبق سکھایا جائے، استاد جی نے اس کو اپنے گھر بھیجا اور اس سے کہا: گھر سے آئینہ اٹھا کر لے آؤ۔

وہ لڑکا استاد جی کے گھر گیا لیکن جب اس نے آئینہ دیکھا تو اس کو تو ہر چیز ایک کی بجائے دو نظر آتی تھی اسے آئینہ ایک کے بجائے دو دکھائی دیئے۔

واپس مدرسے آیا کہنے لگا: استاد جی وہاں تو دو آئینے رکھیں ہیں کون سا اٹھا کر لاؤں؟

استاد جی نے کہا: بیٹا وہ ایک ہی آئینہ ہے۔

اس نے کہا: نہیں استاد جی! دو آئینے ہیں

استاد نے شاگرد سے کہا: اچھا ایسا کرو ایک آئینہ توڑ دو اور ایک لے کر آجاؤ۔

شاگرد واپس گیا اور جا کر اس نے آئینہ اٹھایا اور توڑ دیا۔

ارے یہ کیا ہو گیا؟ وہ لڑکا تو سخت پریشان ہو گیا میں نے تو ایک ہی آئینہ توڑا تھا یہ دوسرا آئینہ کیسے ٹوٹ گیا۔ واپس استاد کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا:

استاد جی! میں نے تو ایک ہی آئینہ توڑا تھا دوسرا تو خود بخود ٹوٹ گیا۔

پھر استاد نے اسے سمجھایا کہ آئینہ تو ایک ہی تھا تمہیں دو نظر آتے تھے۔

بس بیٹا! اسی طرح حیاء نہیں رہی تو ایمان بھی نہیں رہے گا اگر حیاء کا آئینہ توڑا تو ایمان کا آئینہ خود بخود ٹوٹ جائے گا۔

اور ایک جگہ فرمایا۔

جب تم حیاء نہ کرو تو جو چاہے سو کرو

تو عمیرہ بیٹا! حیاء بہت ضروری ہے اب تو فیشن میں ایسے کپڑے آ گئے ہیں ، معلوم ہوتا ہے کہ شرم و حیاء رخصت ہو گئی ہے اب باربی ڈول کے کپڑے بے جان باربی ڈول تک تو ٹھیک تھے اگر آپ ان کو پہنیں گی تو اچھے نہیں لگیں گے۔

پھر آپ تو مسلمان لڑکی ہو اور مسلمان لڑکی سب سے زیادہ حیادار ہوتی ہے

جی مما! بالکل میں ان شاء اللہ اب آستین والے کپڑے ہی پہنوں گی اور ان شاء اللہ جلد ہی آپ کی طرح حجاب بھی کروں گی۔

کیوں کہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ

حیا تو ایمان کا حصہ ہے

سنہری بخاری شریف — 7

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ

جب آدمی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے (کتاب الایمان)

اہل و عیال کی پرورش

تمہارے جیسے فقیر کے ساتھ شادی کر کے تو میں جہنم میں آگئی ہوں۔۔۔۔باسم کی بیوی کی آواز سنائی دی۔ باسم کے گھر سے روزانہ ہی لڑائی جھگڑے کی آواز آتی تھی۔

ہر دوسرے دن ان میاں بیوی کی لڑائی معمول کی بات ہے نہ جانے کیوں لڑتے رہتے ہیں یہ دونوں؟ خالدہ! تم آج ان کے گھر جانا اور باسم کی اہلیہ کو سمجھانا یہ روز روز کا لڑنا اچھی بات نہیں، بچوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

بحیثیت پڑوسی ہمارا فرض ہے ہم انہیں اچھی بات ضرور بتائیں۔ شارق صاحب نے اپنی اہلیہ سے کہا۔

جی، میں ان شاء اللہ آج شام ہی ان کے گھر جاؤں گی۔ شارق صاحب کی اہلیہ نے جواب دیا

۔

شام خالدہ شہناز نے حلوہ بنایا اور ایک برتن میں لے کر وہ باسم کے گھر چلی گئیں، دروازہ کھلا تھا لیکن بغیر اجازت گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے اس لیے خالدہ شہناز نے دروازے پر دستک دی۔

دستک دینے پر باسم کی اہلیہ نے کہا: کون؟

میں خالدہ! آپ کی پڑوسن۔۔۔خالدہ شہناز نے جواب دیا

ارے خالدہ بھابھی! آیئے آیئے

السلامُ علیکم! خالدہ شہناز نے سلام کیا اور وہیں صحن میں بچھے تخت پر بیٹھ گئیں۔

یہ لیجیے میں آپ کے لیے حلوہ بنا کر لائی ہوں۔

ارے خالدہ بھابھی کیوں زحمت کی آپ نے؟ باسم کی اہلیہ نے کہا

کیسی زحمت بھئی پڑوسی ہیں آپ ہمارے، ہماری ذمہ داری ہے اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھیں۔ خالدہ شہناز نے اپنائیت کے ساتھ کہا۔

کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد خالدہ شہناز نے باسم کی اہلیہ سے کہا۔

بانو! اگر آپ برا نہ، مانیں تو ایک بات کہوں۔۔۔ خالدہ شہناز نے مناسب انداز میں گفتگو شروع کی۔

جی ضرور! بھلا میں کیوں برا مانوں گی؟ خالدہ بھابھی! بانو نے کہا

کیا بات ہے آج کل باسم بھائی سے آپ کی روزانہ لڑائی ہو رہی ہے۔۔۔ خالدہ بھابھی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا

بھابھی آپ کے الفاظ اور لہجے میں اتنی اپنائیت ہے شاید میری سگی بہن نے بھی کبھی مجھ سے اس طرح بات نہیں کی ہو گی۔ بانو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

لیکن کیا کہوں؟

باسم بہت اچھے ہیں نوکری بھی کرتے ہیں مگر۔۔۔۔ بانو کچھ کہتے کہتے رک گئی

مگر بس معلوم نہیں کیا بات ہے گھر میں خرچے کے پیسے بہت کم دیتے ہیں جس کی وجہ سے گھر کے اخراجات کو پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

کچھ عرصے پہلے تک تو ہم ان کی والدہ کے ساتھ تھے جیسے تیسے گزارا ہو ہی جاتا تھا حالانکہ وہاں بھی مسائل بہت تھے۔

کوفتے پکتے تو ایک ہی کوفتہ حصے میں آتا، ورنہ شوربے پر ہی گزارا کرنا پڑتا تھا، آلو گوشت پکتا تو بوٹی پر جھگڑا اور ساس کہتیں بانو! آلو سے روٹی کھالو، بوٹی باسم کے لیے رکھ دو۔

بس خالدہ بھابھی! کیا بتاؤں؟ اپنی تو جیسی تھی کٹ گئی مگر بچوں کو دیکھ کر رہا نہیں جاتا۔ بانو نے لڑائی جھگڑے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا! میں آج جا کر شارق سے بات کروں گی، مجھے امید ہے وہ باسم کو اچھے انداز میں سمجھا دیں گے۔

میں بس آپ سے اتنا کہوں گی بانو! لڑنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مسائل بڑھ جاتے ہیں چار گھر تک آواز جاتی ہے آپ دونوں کی، یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے نا! اب لڑائی ہو تو خاموشی اختیار کر لینا۔ ایک چپ سو سکھ۔ بڑی بہن کی حیثیت سے تمہیں نصیحت کر رہی ہوں اُمید ہے عمل کرو گی۔

شارق آج نہیں تو کل ہی باسم بھائی سے بات کریں گے ،اب مجھے اجازت دو۔ خالدہ شہناز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

جی کچھ دیر تو بیٹھیں نا بھابھی !بانو نے کہا۔

نہیں بانو ! گھر کے سارے کام چھوڑ کر آئی تھی، پھر ان شاء اللہ جلد ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ۔

بھئی بیگم صاحبہ ! آ گئیں آپ پڑوس سے ،کافی دیر لگا دی۔ شارق صاحب نے اپنی اہلیہ کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا۔

خیر بات تو زیادہ بڑی نہیں ہے ان دونوں کے درمیان، پھر ساری بات خالدہ شہناز نے اپنے شوہر کو بتادی۔

میں ان شاء اللہ باسم کو ضرور سمجھاؤں گا، سمجھ دار آدمی ہے مجھے اُمید ہے سمجھ جائے گا۔

دوسرے دن ظہر کی نماز میں شارق صاحب نے باسم کو مسجد میں دیکھا نماز کے بعد دونوں ساتھ ہی مسجد سے نکلے۔

شارق صاحب نے باسم کو آواز دی۔

باسم میاں!

جی شارق بھائی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

کیسے مزاج ہیں؟ باسم میاں !اور نوکری کیسی چل رہی ہے؟

الحمد للہ مزاج بخیر ہیں اور نوکری بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی چل رہی ہے۔باسم نے خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

باسم !اگر ہماری دعوت قبول کریں تو دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھایئے۔شارق صاحب نے باسم میاں کو کھانے کی دعوت دیتے ہوئے کہا

بھائی صاحب! بہت شکریہ کھانا میں نے ابھی ابھی کھایا ہے بس یوں کہیے کھانا کھایا ہے اور اذان ہوئی ہے۔

اچھا اچھا! پھر تو چائے آپ میرے ساتھ ضرور پئیں گے، انکار نہیں کیجیے گا۔ شارق صاحب نے حتمی انداز میں کہا۔

شارق صاحب کے خلوص کو دیکھتے ہوئے باسم سے انکار نہ ہوسکا اور وہ ان کے ساتھ ان کے گھر کی طرف چل دیا کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔

بھئی باسم میاں! آج کل آپ کچھ پریشان نظر آرہے ہیں کوئی پریشانی ہے تو آپ مجھ سے کہہ سکتے ہیں ہوسکتا ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد کرسکوں۔

نہیں شارق بھائی! کوئی خاص پریشانی تو نہیں ہے بس گھر کے چھوٹے موٹے مسائل ہیں جو چلتے رہتے ہیں، اہلیہ کی جانب سے پریشانی ہے میں کفایت شعاری سے گھر چلانا چاہتا ہوں تاکہ مستقبل قریب میں 120 گز کا گھر لے سکیں اب 80 گز کا مکان تو بہت چھوٹا ہوتا ہے ، دوسرا بچے بڑے ہورہے ہیں مجھے مستقبل کا بھی تو سوچنا ہے شارق بھائی! باسم نے مختصراً اپنی داستان سنائی

بھئی باسم میاں تمہارے مستقبل کے ارادے جان کر خوشی ہوئی اور کفایت شعاری بالکل ہونی چاہیے نہ فضول خرچی اچھی ہوتی ہے اور نہ کنجوسی اچھی ہوتی ہے۔ شارق صاحب نے بڑی حکمت کے ساتھ کہا۔

باسم میاں! ہر شخص بہترین زندگی کا خواہش مند ہوتا ہے جو 80 گز کے مکان میں ہے وہ 120 گز کے مکان میں جانے کا خواہش مند ہے جو 120 گز کے مکان میں رہتا ہے وہ 240 گز کے مکان میں رہنا چاہتا ہے اور یہ خواہش ختم نہیں ہوتی ایک حدیث کا مفہوم ہے

انسان کے پاس اگر سونے کی دو، وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی ضرور طلب کرے گا ابنِ آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے

تو باسم میاں! یہ خواہش کا پیٹ تو نہیں بھرے گا لیکن ایک بات آپ ضرور سوچیے گا آپ کے اہل خانہ آپ کی رعیت ہیں آپ کی رعایا ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (کتاب الاستقراض بخاری شریف

)

تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی امام (خلیفہ) حاکم ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھ ہوگی

ابھی جو ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے لیکن ان کا حق مار کر نہیں ان کی ضروریاتِ زندگی پورا کرنے کے بعد جو بچ جائے اور آپ کو بڑے مکان کی ضرورت ہو تو ضرور لیجیے لیکن سب سے پہلے اپنے اہلِ خانہ کا خیال کیجیے ان کو کھانے پینے میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔

شارق بھائی! یہ سب بھی تو میں ان کے لیے ہی کر رہا ہوں: باسم نے کمزور آواز

میں کہا۔

ٹھک ٹھک۔۔۔ چائے لے لیجیے۔ دروازے کے دوسری طرف شارق صاحب کی اہلیہ نے آواز دے کر چائے لینے کا کہا۔

جی جی! ایک منٹ پھر شارق صاحب نے کھڑے ہو کر چائے لی اور باسم میاں کو پیش کرتے ہوئے کہا بھئی باسم میاں چائے سے لطف اندوز ہونے کا اصول یہ ہے کہ چائے

لب ریز ہو۔۔۔ لب دوز ہو۔۔۔ اور لب سوز ہو

اس سے پہلے کے چائے ٹھنڈی ہو جائے آپ لیجیے۔

باسم میاں نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ اٹھالیا

باسم میاں! آپ کو بخاری شریف کی ایک حدیث سناتا ہوں:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُىَ لَهُ صَدَقَةٌ

جب آدمی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے (کتاب الایمان)

ہم میں سے ہر شخص کہتا رہتا ہے، میر امال، میر امال

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مال تین طرح کا ہے

1۔ جو کھا کر ختم کر دے

2۔ پہن کر پرانا کر دے

3۔ یا کسی کو دے کر ختم کر دے

اس کے علاوہ جو ہے وہ جانے والا ہے یعنی لوگوں کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔

ایک اور جگہ فرمایا: "مال وہی ہے جو تم نے آگے بھیج دیا"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کچھ صحابہ نے بکری کو ذبح کیا اور ایک ران رہ گئی باقی کو تقسیم کر دیا نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا:

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ پوری بکری تقسیم ہوگئی سوائے بکری کی ران کے کچھ نہیں بچا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

پوری بکری تمہارے لیے ہے سوائے ایک ران کے یعنی پوری بکری کا اجر تو تمہارے لیے محفوظ ہو گیا۔

اور آخری بات !۔ تم بھی کہوگے یہ شارق صاحب بہت دیر تک کے لیے بٹھا لیتے ہیں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے ! اپنا خزانہ میرے پاس امانت رکھوا دو، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا اور نہ ہی چوری ہو گا میں اس وقت لوٹا دوں گا جب تو اس کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہو گا۔

تو باسم میاں ! اپنی خواہشات کی وجہ سے اپنے اہلِ خانہ پر رزق کی تنگی نہیں کرو۔

باسم بہت غور سے شارق صاحب کی بات سن رہا تھا اللہ ورسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے اُسے یہ ساری باتیں بہت اچھی معلوم ہوئیں، اپنے طرزِ عمل پر اُسے ندامت بھی محسوس ہوئی۔

شارق بھائی ! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے میری بروقت رہنمائی کی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا بس اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

باسم واپس اپنے گھر آ گئے اب باسم میاں کی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی آچکی تھی اور ان کے گھر سے لڑائی جھگڑے کی آواز اس دن کے بعد کسی نے نہیں سنی۔

سنہری بخاری شریف 8

فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے

مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ قَالَ كُنتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ

ایک شخص مر گیا، تو اس سے پوچھا گیا تو کیا کہتا تھا؟ (یعنی تیرے پاس کوئی نیکی ہے) تو اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا تو مالداروں کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دستوں کو معاف کر دیتا تھا، چنانچہ وہ بخش دیا گیا، (کتاب الاستقراض)

بخشش کا وسیلہ

عباس بھائی کی دکان محلہ میں سب سے زیادہ چلتی تھی۔

کریانہ اسٹور زیادہ بڑا تو نہیں تھا مگر محلہ کی اکلوتی دکان ہونے کی وجہ سے تقریباً تمام ہی لوگ عباس بھائی کی دکان سے خریداری کرتے تھے۔

محلے کی پرانی دکان تھی اکثر لوگ مہینے بھر کا راشن بھی ان کی دکان سے اُدھار لیتے اور پھر مہینے کی پہلی تاریخ کو ادائیگی کر دیا کرتے تھے۔

دن یونہی گزر رہے تھے میں عصر کی نماز پڑھنے مسجد جا رہا تھا دیکھا عباس بھائی کی دکان کے باہر بڑا مجمع لگا ہوا ہے دور سے لگ رہا تھا کوئی جھگڑا ہو رہا ہے۔

"اللہ خیر کرے" میں دعائیہ الفاظ کہتا ہوا مجمع کے قریب پہنچ گیا وہاں واقعی جھگڑا ہو رہا تھا۔

ارے قرض دے نہیں سکتے تو ادھار لیتے کیوں ہوں؟ بھیک مانگ لیا کرو تین مہینے ہو چکے اُدھار واپس کرو۔

عباس بھائی، اکرم صاحب کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے

اکرم صاحب بے چارے سر جھکائے عباس بھائی کی باتیں سُن رہے تھے۔

عباس بھائی! دو ایک روز میں تنخواہ مل جائے گی تو واپس کر دوں گا۔ اکرم صاحب نے آہستہ سے کہا۔

ارے تمہارے دوایک روز کو پورے تین مہینے گزر چکے ہیں مجھے کل تک پیسے نہ ملے تو اچھا نہیں ہو گا۔

سارا مجمع کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا میں نے عباس بھائی سے کہا: عباس بھائی دکان کے اندر جایئے اور اکرم بھائی آپ اپنے گھر جایئے۔

دونوں کو جُدا کرنے کے بعد میں مسجد کی جانب روانہ ہو گیا۔

یہ ہم کس طرف جارہے ہیں ایک قرض دار کو مہلت دینے کو تیار نہیں ہوتا دوسرا قرض لے لیتا ہے تو واپس کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، ان ہی خیالات میں گم تھا کہ مسجد کا دروازہ آگیا اور میں مسجد میں داخل ہو گیا۔

عصر کی نماز پڑھنے کے بعد میں عباس بھائی کی دکان پر گیا۔

السلامُ علیکم عباس بھائی!

وعلیکم السلام! حیات صاحب!

بھئی غصہ ٹھنڈا ہو گیا یا نہیں؟ میں نے عباس بھائی سے پوچھا:

بس حیات صاحب لوگ اُدھار لے تو لیتے ہیں مگر دینے کی نیت نہیں ہوتی عباس بھائی نے ایک مرتبہ پھر شکوہ کیا۔

عباس بھائی! ممکن ہے اکرم بھائی کے پاس پیسے نہ ہوں اسٹیل مل کے بارے میں تو آپ کو معلوم ہی ہے بعض اوقات دو دو، تین تین ماہ کی تنخواہ نہیں مل رہی ہے آج کل۔

حیات صاحب! اگر اس طرح محلے کے چند اور لوگوں کو تنخواہ ملنا بند ہو گئی تو میرا تو دیوالیہ ہو جائے گا۔

دوسرا اکرم صاحب کا بیٹا بھی برسرروزگار ہے وہ تو اُدھار واپس دے دے عباس بھائی بہت ناراض تھے۔

عباس بھائی جانے دیجیے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ مہلت دے دیجیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو جزاء عطا فرمائے گا۔

دیکھیے اللہ کے نبی ﷺ کیا فرماتے ہیں:

مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ قَالَ كُنتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ

ایک شخص مر گیا، تو اس سے پوچھا گیا تو کیا کہتا تھا؟ (یعنی تیرے پاس کوئی نیکی ہے) تو اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا تو مالداروں کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دستوں کو معاف کر دیتا تھا، چنانچہ وہ بخش دیا گیا، (کتاب الاستقراض)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ایک اور حدیث کا مفہوم ہے)

جو شخص اپنے مقروض سے نرمی کرے یا اس کو معاف کر دے وہ قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہو گا۔

عباس بھائی! آپ کو نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث کا مفہوم بتاؤں آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے اس کے لیے ہر روز ایک صدقہ ہو گا جب تک ادائیگی کا وقت نہ آجائے جب قرضہ کی ادائیگی کا وقت آجائے اور وہ پھر مہلت دے دے اس کے لیے ہر روز اسی کی مثل صدقہ ہو گا۔

عباس بھائی ! اگر آج ہم اور آپ کسی تنگ دست کو مہلت دے دیں کچھ دن کے لیے در گزر کر لیں تو اُمید ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سے بھی در گزر فرمائے اور ہمیں بھی نجات کا سامان میسر آجائے۔

عباس بھائی! میرا آپ کو مشورہ ہے مہلت دیجیے۔

حیات بھائی ! آپ نے بہت عمدہ نصیحت کی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین بدل عطا فرمائے آپ گواہ ہو جایئے میں نے اکرم صاحب کو مہلت دی۔

میں نے عباس بھائی کو کھڑے ہو کر گلے لگا لیا اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔

عباس بھائی سے گفتگو میں معلوم ہی نہیں ہوا کہ مغرب کا وقت ہو گیا، مغرب کی اذانیں سنائی دیں تو میں مسجد کی جانب روانہ ہو گیا۔

آج کے اس واقعے نے طبیعت کو بوجھل کر دیا تھا۔

مغرب کی نماز کے بعد میں اکرم صاحب کے گھر گیا سلام دعا کے بعد اُن سے اُن کی خیریت دریافت کی وہ بھی آج کے واقعہ پر سخت رنجیدہ اور شرمندہ نظر آرہے تھے۔

اکرم بھائی ! اگر کچھ تنگی اور پریشانی ہے تو مجھے بتایئے شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ میں نے فراخ دلی سے کہا۔

نہیں حیات بھائی! بس کچھ معاملات ایسے ہیں کہ میں آپ سے کہہ بھی نہیں سکتا آپ

کی مدد اور خیر خواہی کا بہت بہت شکریہ۔
اکرم بھائی میں نے ایک حدیث پڑھی تھی اس حدیث کا مفہوم تھا۔
جو شخص قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی قرض خواہ کو ٹالتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہر
روز گناہ لکھتا ہے۔
اور جو شخص اپنے قرض خواہ کو اس کا حق دینے چل کر جاتا ہے تو زمین پر چلنے والے جانور
اور دریا کی مچھلیاں اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے
بدلے جنت میں ایک درخت لگاتا ہے، میں نے نرمی سے حق بات ان تک پہنچادی۔
حیات بھائی! میری پوری کوشش ہے عباس بھائی کا قرض ادا کر دوں آپ نے میری اصلاح
کی میں ان شاء اللہ کل ہی ان کا قرض ادا کر دوں گا۔ اکرم صاحب نے ایک عزم سے کہا۔
مجھے اکرم صاحب کی بات سن کر بہت خوشی ہوئی میں ان سے گلے ملا ان کے اور اپنے حق
میں دعا کی اور واپس گھر آگیا۔

سنہری بخاری شریف 9

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً

اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم (بخاری شریف کتاب المظالم)

رات کے کھانے پر ایک ہی لقمہ منہ میں رکھا تھا کہ منہ میں کڑواہٹ گھل گئی اس قدر زیادہ نمک۔۔۔۔۔۔

بہو! کیا نمک کی برنی ہانڈی میں اُلٹ دی تھی میری والدہ میری بڑی بھابھی کو خوب باتیں سنا رہی تھیں جب کہ یہ نمک خود میری والدہ نے ہی میرے سامنے ہانڈی میں ڈالا تھا تاکہ سب لوگ بھابھی کو بُرا بھلا کہیں اور ساس بہو کی لڑائی میں ساس کا پلہ بھاری ہو جائے۔

اس گھر میں تو رزق کی بربادی ہوتی ہے بس میاں کمائے جائے اور یہ رانی صاحبہ برباد کرتی رہیں۔ میری امی کی زبان اب کسی طور رُکنے والی نہیں تھی۔

ارے میں کہتی ہوں اگر میری صائمہ نے کھانا نہ پکایا ہوتا تو آج سب ہی دستر خوان پر بھوکے رہ جاتے۔ میری والدہ میری بہن صائمہ کی تعریف کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں جس نے ایک نئی ڈش بنائی تھی۔

منافقت اور ظلم اپنے عروج پر تھا، میرے لیے دستر خوان پر بیٹھنا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا۔ ہمارے ہاں عام طور پہ اسی طرح ساس بہو کی لڑائی ظلم کے سلسلے کو جاری رکھتی ہے جس کی وجہ سے گھر میں بے برکتی ہوتی ہے۔

لازمی سی بات ہے جہاں ظلم ہو گا وہاں برکت اور سکون کیسے ہو گا؟

داماد وہی کام کرے تو بہت اچھا شوہر اور بیٹا کرے تو بیوی کا غلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا پیمانے ہیں، میں نے سوچا اور ایک تلخی میرے اندر تک اُتر گئی عشاء کی نماز ادا کی اور اپنے کمرے میں جا کر سو گیا، صبح سویرے یونیفارم پہنا اور ناشتہ کئے بغیر ہی کالج چلا گیا۔

حسبِ معمول کالج میں آج بھی دو پیریڈ ہوئے باقی اساتذہ اسٹاف روم میں خوش گپیوں میں مصروف تھے یا پھر وہ آئے ہی نہیں تھے۔

ظلم۔۔۔ ظلم۔۔۔۔ ظلم

اے میرے اللہ! تو جانتا ہے میں روزانہ 50 روپے کرایہ دے کر کالج پہنچتا ہوں مگر اردو کے استاد تو تشریف ہی 10 بجے کے بعد لاتے ہیں اور زولوجی کے پروفیسر ان کے ساتھ ایک ہی گاڑی میں آتے ہیں اس لیے وہ بھی۔۔۔۔۔۔۔اور 12 بجے کالج بند پرنسپل صاحب کبھی آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے، کتنا ظلم ہے طلباء کے ساتھ۔ ان کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔

یہی اساتذہ ٹیوشن سینٹر میں خوب دل لگا کر پڑھاتے ہیں جو بچے ٹیوشن فیس نہ دے پائیں سرکاری کالجز سے بہترین تنخواہیں وصول کرنے والے یہ اساتذہ انہیں علم دینے کو تیار ہی نہیں۔

ابھی انہی خیالات میں گم کالج کے مرکزی دروازے سے باہر نکلا تو سامنے ہی پولیس موبائل کھڑی تھی جو ڈبل سواری کرنے والے دو لڑکوں سے رشوت لینے میں مصروف تھی۔

جب قانون کے رکھوالے ہی قانون کو چند ٹکوں میں بیچ دیں تو پھر کیا بچتا ہے

چند ٹکوں کی رشوت لے کر لوگ ملک و قوم کو کن حالات سے دوچار کرتے ہیں انہیں اس کا اندازہ ہی نہیں۔

اور شاباش! ہمارے سنجیدہ لوگوں پر انہیں معلوم بھی ہے کہ ڈبل سواری سے قتل و غارت گری نہیں رکتی پھر بھی یہی ایک آپشن ہوتا ہے ان کے پاس۔

کس کس بات کو دیکھیں ظلم بس شکل بدل رہا ہے

گھر سے مکتب تک ظلم۔۔۔۔۔۔۔۔

مکتب سے معاشرے تک ظلم۔۔۔۔۔۔۔

معاشرے سے نظامِ حکومت تک ظلم۔۔۔۔۔۔۔

انہیں خیالات میں اُلجھتا، گھر آ گیا کچھ دیر کتابوں کو دیکھا، کھانا کھایا اور پھر ٹیوشن سینٹر چلا گیا آخر مجھے اپنا مستقبل بھی تو سنوارنا تھا۔

ٹیوشن سینٹر میں آج بھی حسبِ معمول بھرپور پڑھائی ہوئی ٹیوشن سینٹر سے نکلا تو دیکھا روڈ پر مجمع لگا ہوا ہے کوئی گاڑی والا موٹر سائیکل والے کو مار کر بھاگ گیا ہے، موٹر سائیکل سوار ایک طرف بے ہوش پڑا تھا۔

بھائیو! اس کو ہسپتال پہنچاؤ۔۔۔۔میری اس بات میں نہ جانے کیا تھا کہ مجمع آہستہ آہستہ چھٹنے لگا بڑی مشکل سے میں نے ایک رکشہ والے کو ہسپتال جانے کے لیے رضامند کیا اس غریب کی بائیک سامنے موجود دکان پر کھڑی کی اور اس کو لے کر ہسپتال پہنچا۔ جیب میں موجود واحد 100 روپے کا نوٹ رکشہ والے کو دیا اور میں مریض کو جلدی جلدی اسٹریچر پر ڈال کر ایمرجنسی میں لے گیا۔

اس لڑکے کی جیب سے ملنے والے ایڈریس اور فون نمبر پر اطلاع کی، اس کے والد اور بھائی کو سب کچھ بتایا اور ہسپتال آنے کا کہا۔

ان کے ساتھ آپ ہیں؟ ایمر جنسی میں موجود ڈاکٹر مجھ سے پوچھ رہا تھا۔

جی!جی !!!!میں ان کے ساتھ ہوں

اچھا تو پھر فوراً 25 ہزار روپے کاؤنٹر پر جمع کرا دیں۔ڈاکٹر کا لہجہ، کسی مسیحا کا کم اور تاجر کا زیادہ لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر صاحب ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا میں انسانی ہمدردی کے تحت انہیں لایا ہوں میں خود طالب علم ہوں میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ مریض کے گھر فون کر دیا ہے ان کے والد اور بھائی ہسپتال پہنچنے والے ہیں۔

ڈاکٹر نے مجھ پر ایک تمسخر سے بھرپور نظر ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔

ہسپتال کے عملے نے ابتدائی طبی امداد دینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔

جب کچھ دیر بعد مریض کے والد اور بھائی آ گئے اُنہوں نے پیسے جمع کرائے تو اس غریب کا علاج شروع ہوا۔

رات کو دیر سے گھر پہنچا۔

صبح کے وقت بابا جان سے ناشتے کی ٹیبل پر ملاقات ہوئی تو بابا جان نے کہا: آج کالج نہیں جانا میرے ساتھ کورٹ چلنا آج تاریخ ہے۔

زمین کا تنازعہ تھا، خیر کورٹ پہنچے تو معلوم ہوا کہ مخالف وکیل موجود نہیں ہے۔

بیٹا! کیسا نظام ہے یہ ؟ آج مخالف وکیل نہیں تو کل ہمارا وکیل چھٹی پر، اگلی پیشی پر جج چھٹی پر ، کبھی ہم نہیں آسکے ، کبھی ہڑتال ، کبھی ہمارا مخالف غیر حاضر۔۔۔۔بس تاریخ پر تاریخ ۔۔۔۔تاریخ پر تاریخ

پیش کار کو پیسے دو تو آپ کی مرضی کی تاریخ ورنہ جوتیاں رگڑتے رہیے ،انصاف کو ترستے رہیے۔باباجان کے چہرے پر تلخی صاف نمایاں تھی۔

ظلم ہی ظلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زندگی کے شب و روز یوں ہی گزر رہے تھے میں کالج سے یونیورسٹی میں آچکا تھا اور اب ایم اے کی ڈگری کے بعد نوکری کی تلاش میں گھوم رہا ہوں۔

قدم قدم پر ظلم کے مناظر دیکھتا رہا۔

پھر جلد ہی کمیشن کا امتحان دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاس ہو گیا آج میں لیکچرار بن چکا تھا۔

XXXX......XXXX......XXXX

آپ کب تک اپنی ڈائری پڑھتے رہیں گے۔۔میری اہلیہ کی آواز مجھے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔

یہ لیجیے گرما گرم چائے میری اہلیہ نے میری میز پر چائے کا کپ رکھتے ہوئے کہا۔

چائے میں چاہ بھی ہو تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔میں نے مسکراتے ہوئے اپنی اہلیہ سے کہا

چائے پینے کے ساتھ ساتھ میں سوچ رہا تھا مجھے یہ ظلم روکنا ہے اور ہر حال میں روکنا ہے۔

اگلے دن جب میں کالج گیا تو حسبِ معمول فزکس کی کلاس تھی اور فزکس کے پروفیسر موجود نہیں تھے

میری عادت تھی اگر طلبہ پڑھنا چاہیں اور میرا پیریڈ نہ ہو تو بھی میں ان کو پڑھانے چلا جاتا تھا۔

لہذا جب میں نے دیکھا کہ فزکس کے پروفیسر غائب ہیں تو میں طلبہ کی کلاس میں چلا گیا طلبہ مجھے دیکھ کر خوش ہو گئے۔

بچو! زندگی کا ایک اصول بنالو! زمانہ طالب علمی میں بھی اور جب عملی زندگی میں قدم رکھو تب بھی۔

سر! کیسا اصول؟ بچوں نے ایک ساتھ پوچھا

ہر مسلمان بھائی خواہ ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد ضرور کرنا

میری اس بات پر بچے تھوڑی دیر کے لیے حیران ہوئے پھر ایک طالب علم نے سوال کیا

سر! مظلوم کی مدد تو سمجھ آ رہی ہے لیکن ظالم کی کیسے مدد کی جائے؟

میں طالب علم کے سوال کو سن کر تھوڑا سا مسکرایا پھر میں نے کہا:

بیٹا! نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً

اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم (بخاری شریف کتاب المظالم)

تو صحابہ کرام نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد کریں یہ تو بات سمجھ آگئی مگر ظالم کی کیسے؟

فرمایا: ظلم سے اُسے روک دو

اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے جو کسی مسلمان سے مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی ایک مصیبت دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

تو بچو! اب جب تم عملی زندگی میں قدم رکھو تو تم میں سے بہت سے لوگ ڈاکٹر بنیں گے ، بہت سے انجینئر بنیں گے ، بہت سے پروفیسر بنیں گے ، کوئی وکیل بنے گا ، کوئی جج بنے گا تم جس منصب پر بھی ہو یہ ضرور یاد رکھنا کہ ہمیں ہر مسلمان کی مدد کرنی ہے۔

یہ نہیں کہ ڈاکٹر بن کر چند پیسوں کے کمیشن کے لیے مریض کو غیر ضروری دوائیں لکھ کر دے دیں ہمیں خود بھی نہیں کرنا اور دوسرے ڈاکٹرز کو بھی روکنا ہے اس ظلم سے اگر کوئی طلبہ پر ظلم کرے اور کلاس نہ لے تو انہیں بھی اس ظلم سے روکنا ہے

اسی طرح ہر میدان میں جہاں ہم جائیں ہمیں نہ ظلم کرنا ہے نہ ظلم کرنے دینا ہے اور یہ کوئی عام پیغام نہیں بلکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا پیغام ہے ہمیں اس پر جی جان سے عمل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیٹا! اگر کبھی بھی کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو وہ بدلہ لے سکتا ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیں کیسا پیارا درس دیا ہے۔

ایک غزوہ میں ایک صحابی نے شکایت کی:

یارسول اللہ ﷺ جب آپ صف سیدھی کروا رہے تھے تو آپ ﷺ کی چھڑی میری پیٹھ پر لگی میں بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم بدلہ لے سکتے ہو۔

تمام صحابہ کرام حیران تھے اور انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا

لیکن جس صحابی نے کہا تھا کہ وہ بدلہ لینا چاہتے ہیں دوبارہ گویا ہوئے یارسول اللہ ﷺ جس وقت آپ نے میری پیٹھ پر چھڑی لگائی اس وقت میری پیٹھ پر قمیض نہیں تھی

آپ ﷺ نے اپنی قمیص ہٹادی اور فرمایا اپنا بدلہ لے لو

ان صحابی نے آگے بڑھ کر مہرِ نبوت کو چوم لیا اور کہا: یہ میں نے اس لیے کیا جس انسان کے بدن کو نبی کا بدن چھو جائے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

بھینس چور

پیارے بچو!

ظلم کرنے سے بچو ورنہ مکافاتِ عمل کا سامنا کرنا پڑے گا جیسے اس بھینس چور کو کرنا پڑا تھا۔

بھینس چور کو کیسے مکافاتِ عمل کا سامنا کرنا پڑا؟ بچوں نے پوچھا

بھینس چور کے ساتھ کیا ہوا تھا سنو!

ایک بستی میں ایک چور رہا کرتا تھا اس نے کئی بار چوری کی اور ڈاکے ڈالے لوگوں کی بھینسوں کو یہ چُرا کر لے جاتا تھا۔

ایک دفعہ یہ کسی جرم میں پکڑا گیا اور اس پر قتل کا پرچہ کٹ گیا اب مقدمہ چلا اور اس کو پھانسی کی سزا سُنا دی گئی۔

بھینس چور سخت پریشان تھا ایک دن جب اس کی ماں اس سے ملنے جیل آئی تو اس نے اپنی ماں سے کہا:

ماں! میں نے بہت سے جرائم کیے ہیں لیکن جس قتل کے مقدمے میں مجھے پھانسی ہوئی ہے یہ قتل میں نے نہیں کیا تم اپنے پیر صاحب کے پاس جاؤ تو معلوم کرنا معاملہ کیا ہے؟

ماں واپس آئی اور پیر صاحب سے کہا: حضرت! میرا بیٹا بے گناہ ہے آخر اسے اس جرم میں کیوں پھانسی کی سزا سنائی گئی جو اس نے کیا بھی نہیں ہے۔

پیر صاحب واقعی اللہ والے آدمی تھے انہوں نے اس چور کی ماں سے کہا: بی بی! اپنے بیٹے سے کہنا، بھینس معاف نہیں کرتی۔

ماں نے واپس آکر بیٹے سے کہا:

پیر صاحب نے کہا ہے " بھینس معاف نہیں کرتی"

بیٹا! یہ بھینس کا معاملہ کیا ہے؟

بیٹے نے کہا: ماں! میں ایک دن ایک گاؤں میں بھینس چرانے گیا ابھی بھینس چُرا کر آگے بڑھا تھا کہ اس کا بچہ پیچھے پیچھے آنے لگا بچہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور مجھے پیچھے سے لوگوں کی آواز سنائی دے رہی تھی جو میرے تعاقب میں آرہے تھے۔

بچہ کو دیکھ کر بھینس مڑ مڑ کر اپنے بچے کو دیکھتی اور آہستہ آہستہ چلتی تھی میں نے بھینس کے بچے کو گولی ماردی اور وہ وہیں پر مر گیا۔

بھینس نے بس ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھا اور میرے ساتھ چل دی شاید یہ ہی وہ واقعہ ہے جس کی وجہ سے آج مجھے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔

تو بچو! ظلم کرنے سے بچنا، ظلم نہیں کرنا کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

"مظلوم کی بددُعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا"

لہذا جب بھی کسی منصب پر بیٹھو ظلم کرنے سے بچو، اعلیٰ ظرفی اپناؤ، درگزر سے کام لو، ایثار سے کام لو دنیا میں بھی کامیاب رہو گے اور آخرت میں بھی کامیابی تمہارے قدم چومے گی ۔ پیریڈ کا وقت ختم ہو چکا تھا میں کلاس سے باہر نکل آیا۔

سنہری بخاری شریف 10

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

يُمِيْطُ الأذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا صدقہ ہے (بخاری شریف
کتاب المظالم)

خدمت

قمر صاحب ! السلام علیکم ! کیسے مزاج ہیں ؟لطیف صاحب نے اپنے پڑوسی قمر صاحب کی خیریت معلوم کی۔

الحمدُللہ، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے قمر صاحب نے گرم جوشی سے کہا۔

یہ بتایئے لطیف صاحب! آج ہمارے گھر کا راستہ کیسے بھول گئے ؟

کافی دن ہو گئے تھے ملاقات نہیں ہوئی میں نے سوچا کیوں نہ آپ سے ملاقات کر لی جائے

۔

اور کیا ہو رہا ہے آج کل ؟ قمر صاحب نے پوچھا:

کیا ہونا ہے جناب! ریٹائر منٹ کے بعد زندگی کے دن گن رہے ہیں نواسا، نواسی آجاتے ہیں دل بہل جاتا ہے، پوتے پوتیاں ہیں وہ مصروف رکھتے ہیں۔ الحمد للہ اچھی گزر رہی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس کا فضل و کرم ہے جس نے خوشیاں دکھائیں بس اب ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آچکا ہے۔ لطیف صاحب نے کہا

نہیں بھئی لطیف صاحب ! ابھی جانے کی بات نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے ابھی تو آپ دیکھنے میں جوان لگتے ہیں۔ قمر صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

بھئی عمر تو عمر ہے نا! بچے کو جوانی کی اُمید ہے، جوان کو بڑھاپے کی اُمید اور بوڑھے کو تو

یقین ہے اب قبر ہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد تو یوں سمجھیے کہ بونس پر چل رہے ہیں، بس آخرت کا سفر ایمان کے ساتھ ہو تو انسان کامیاب ہو گیا۔ لطیف صاحب نے کہا۔

قمر صاحب! آپ کے پاس ایک کام سے آیا تھا۔

جی حکم فرمایئے!

حکم کیا؟ عرض ہی کر سکتے ہیں ہم لطیف صاحب نے سنجیدگی سے بات شروع کی آپ کو تو معلوم ہی ہے محلے میں ہر دوسرے روز سیوریج کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور گلی میں آنے جانے کا راستہ بھی بند ہو جاتا ہے اور اگر کوئی نمازی وہاں سے گزرے تو گندے پانی سے اس کے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں

براہِ کرم! میونسپل والوں سے رابطہ کر کے اس کا کوئی مستقل حل نکال لیا جائے۔

جی! میں ان شاء اللہ کوشش کرتا ہوں مسئلہ حل ہو جائے گا کچھ دیر کی گفتگو کے بعد لطیف صاحب نے قمر صاحب سے جانے کی اجازت مانگی اور واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے۔

ڈیڈی! یہ سارے محلے کے کام آپ کی ذمہ داری ہے کیا؟ ماریہ نے اپنے والد سے کہا جب دیکھو! کوئی نہ کوئی منہ اٹھا کر ہمارے گھر چلا آتا ہے ارے میں پوچھتی ہوں آپ! M.NAہیں؟ M.PAہیں؟ ناظم ہیں؟ کونسلر ہیں؟ کیا ہیں جو ہر کوئی آپ کے پاس آکر اپنا دکھڑا روتا ہے۔ قمر صاحب کی اہلیہ نے بھی قمر صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا

ڈیڈی! یہ روزانہ آپ گھر کے سامنے صبح صبح جھاڑو لگاتے ہیں پتھر اور فالتو چیزیں ہٹاتے ہیں یہ کوئی اچھا کام نہیں یہ بھنگی کا کام ہے آپ یہ کام نہیں کیا کریں مجھے بہت عجیب لگتا ہے۔ فاریہ نے بھی اس موقع پر بولنا ضروری سمجھا۔

قمر صاحب نہایت سنجیدگی سے اپنی اہلیہ اور بیٹیوں کی باتیں سنتے رہے جب سب بول چکے تو قمر صاحب نے کہا:

تم لوگ ذرا سوچو! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں لوگوں کے مسائل حل کر سکتا ہوں تو یہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا مقام ہے۔

دوسری بات تم لوگوں نے بخاری شریف کی وہ حدیث نہیں سُنی جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی کسی راستے پر جا رہا تھا کہ ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اسے راستے سے ہٹا دیا اللہ تعالیٰ نے اسے مقبول فرمایا اور اسے بخش دیا۔

بچو! اس لیے ہمیں چھوٹی چھوٹی نیکیاں کرتے رہنا چاہیے نہ جانے کون سی نیکی ہمارے رب کو پسند آجائے اور ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

اب دیکھو نا!

سیوریج کا پانی، اس کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اگر میری وجہ سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو ثواب مجھے بھی ملے گا نا!

اور اگر سب لوگ یہ سوچیں ہم کیوں کریں؟ کیا ہم اس کے ذمہ دار ہیں؟ کیا یہ ہماری وجہ سے ہوا ہے؟ وغیرہ وغیرہ تو پھر بہت جلد ہماری سوسائٹی میں جگہ جگہ گندہ پانی کھڑا ہو جائے گا۔ پھر اس گندے پانی میں مچھلیاں تو تیریں گی نہیں یقنا بیماریاں پھیلیں گی اور جو تعفن پھیلے گا اس سے ہم اور ہمارے پڑوسیوں کے چھوٹے بڑے بچے سب بیمار ہوں گے تو پڑوسیوں کے حقوق کا بھی ہمیں خیال کرنا چاہیے ہم سے اس بارے میں سوال ہو

گا قیامت کے دن تو ہم کیا جواب دیں گے۔

دوسری بات فاریہ بیٹا! راستے سے پتھر اور کانٹے ہٹانا ثواب کا کام ہے اگر ہم سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو روزانہ باہر سے بھی صاف کر دیں تو ہمارا پورا ملک صاف ستھرا ہو جائے گا۔ بیماریاں نہیں پھیلیں گی ہماری اور ہمارے بچوں کی صحت اچھی رہے گی۔

اب دیکھو ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

يُمِيْطُ الاَذٰى عَنْ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا صدقہ ہے (بخاری شریف کتاب المظالم)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کا نہ صرف یہ بلکہ ہر پیغام اتنا زبردست اور اتنا اعلیٰ اور اتنا مفید ہے کہ اگر ہم اس کو عام کریں اس پر عمل کریں تو ہمارا پورا ملک پورا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

قمر صاحب کی گفتگو سن کر ماریہ اور فاریہ کو شرمندگی محسوس ہو رہی تھی بلکہ قمر صاحب کی اہلیہ بھی ندامت محسوس کر رہی تھیں۔

سنہری بخاری شریف 11

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

یَقُولُ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِی یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَیَنْمِی خَیْرًا أَوْ یَقُولُ خَیْرًا

وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو جھوٹی بات صلح کرانے کے لئے کہہ دے بشرطیکہ نیت اچھی ہو۔ (بخاری شریف کتاب الصلح)

صلح

ارے میں کہتی ہوں تمہاری ماں نے تمہیں کچھ تمیز بھی سکھائی ہے کہ نہیں۔ شمیم آراء اپنی بہو پر برس رہی تھیں۔

ہاں! تمیز سکھائی ہے جب ہی تو اس گھر میں گزارہ کر رہی ہوں اس سے بڑھ کر میری ماں کی تربیت کا ثبوت اور کیا ہو گا۔ شمیم آراء کی بہو نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ساس بہو آپس میں ایک دوسرے پر الفاظ کے تیر برسا رہی تھیں اور بچے پریشانی سے کبھی ماں کو دیکھتے تو کبھی دادی کو۔۔۔

ہفتے پندرہ دن میں کسی نہ کسی بات پر محاذ ضرور کھڑا ہو تا تھا گھر میں۔

شیر از، امین اور شاریہ اس صورت حال میں اکثر پریشان ہو جاتے، چند دن گھر کا ماحول خراب رہتا اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات نہیں پڑتے۔

اُف! ہم کیا کریں؟ امین نے شاریہ سے کہا۔

دادا جان کے پاس چلتے ہیں شیر از نے مشورہ دیا۔

تینوں بچے دادا جان کے پاس موجود تھے اور دادا جان سے پوچھ رہے تھے کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

دادا جان نے مسکرا کر تینوں بچوں کو دیکھا۔

گھر میں ہونے والی اس لڑائی سے خوش تو کوئی بھی نہیں تھا۔

شمیم آراء خاتون اگر بہت تیز تھیں تو بہو سدرا خان بھی کم نہ تھیں ۔کوئی کسی سے کم نہیں کا مقابلہ شیطان کے لیے آسانی مہیا کر رہا تھا۔

کیا تم لوگ چاہتے ہو تمہاری امی اور دادی میں صلح ہو جائے؟ دادا جان نے پوچھا:

جی ہاں !سب نے ایک ساتھ کہا۔

پھر تو کچھ سوچنا پڑے گا۔ دادا جان نے عینک ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

ایک کام کرو شاریہ!

جی دادا جان کیسا کام؟ شاریہ نے فوراً کہا

بھئی شاریہ! تم اپنی دادی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو امی کہہ رہی ہیں دادی جان بہت اچھی ہیں اور مجھے ان سے بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے اور وہ میری ماں کی جگہ ہیں ویسے بھی وہ میرا بہت خیال رکھتی ہیں، جب میں بیمار تھی تو انہوں نے میرا کتنا سارا کام خود کیا تھا اگر وہ کچھ کہہ دیتی ہیں تو کیا ہوا۔۔۔۔

اور امین تم اپنی امی کی طرف جاؤ اور اپنی امی سے کہنا کہ دادی جان کہہ رہی تھیں مجھے اپنی بہو کو ڈانٹنا نہیں چاہیے تھا وہ میرے بہت سے کام بھی کر دیتی ہے میرے بالوں میں تیل لگاتی ہے، اور میں اگر کوئی کام کہوں تو منع نہیں کرتی، آخر کچھ بھی ہو بہو بھی بیٹی کی جگہ ہوتی ہے۔

لیکن دادا جان یہ تو جھوٹ ہو گا۔

نہیں بیٹا! نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا (بخاری شریف کتاب الصلح)

وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو جھوٹی بات صلح کرانے کے لئے کہہ دے بشرطیکہ نیت اچھی ہو۔

داداجان کی ہدایت کے بعد شاریہ دادی جان کے پاس اور امین اپنی امی کے پاس چلا گیا اور داداجان کے کہنے کے مطابق دونوں بچوں نے بہت ساری اچھی اچھی باتیں کیں شاریہ نے دادی سے اور امین نے اپنی امی سے

پہلے تو دادی جان کو بڑی حیرت ہوئی انہیں شاریہ کی بات پر یقین ہی نہیں آیا لیکن جب شاریہ نے انہیں کہا:

امی نے کہا ہے، تو اُنہیں اپنی بہو کی ساری اچھی باتیں یاد آ گئیں۔

دوسری طرف امین نے جب اپنی امی جان کو دادی جان کی باتیں بتائیں تو حسبِ معمول امی جان کو بھی امین کی بات کا یقین نہیں آیا

جب امین نے یقین دلایا تو بالآخر وہ یہی سمجھیں کہ واقعی میری ساس ایسا کہہ رہی ہوں گی اور انہیں بھی اپنی ساس کی تمام اچھی باتیں یاد آ گئیں۔

تھوڑی دیر کی بات تھی سدرا خان اپنی ساس سے معافی مانگ رہی تھیں۔ امی جان مجھے معاف کر دیجیے مجھ سے غلطی ہوئی۔

اور شمیم آراء کہہ رہی تھیں کہ بیٹا! مجھے معاف کر دو مجھ سے زیادتی ہوئی۔

نہیں امی آپ تو بڑی ہیں آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں؟ سدرا خان نے ندامت سے کہا۔

میری بیٹی! اگر بڑے غلطی کریں تو کیا انہیں معافی نہیں مانگنا چاہیے۔

اور ساس بہو آپس میں گلے لگ گئیں۔

دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے اور بچے مسکرا رہے تھے۔ وہ کامیاب ہو چکے تھے

دادا جان! آپ کی ترکیب نے تو کمال کر دیا بچوں نے دادا جان سے کہا۔

شش!!! شش!! بچوں چپ رہو کہیں سن لیا تو دوبارہ لڑائی نہ ہو جائے اور کمال میں نے نہیں کیا بلکہ یہ تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات ہیں اگر ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں تو ہمارا گھر ہمارا معاشرہ امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔ دادا جان نے تینوں بچوں کو پیار کرتے ہوئے کہا

سنہری بخاری شریف 12

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ

بیواؤں اور مسکین کے لئے بھاگ دوڑ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یارات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والا۔

(بخاری شریف کتاب النَّفَقات)

خدمتِ خلق

کیاہو رہاہے ؟مزمل ! آج کل توتم نے ویلفئیر سوسائیٹی بنالی ہے یعنی پانچوں اُنگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔۔ یاور نے مزمل پر پھبتی کسی۔

یاور !زندگی میں سب اپنے لیے جیتے ہیں لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے جیتے ہیں۔ مزمل نے تسلی سے جواب دیا۔

یار مزمل !کتابی باتیں نہیں کیا کرو۔۔۔۔۔۔۔بس مال بناؤمال۔یاور نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

تمہیں سمجھانا اور اونٹ کو رکشے میں بٹھانا برابر ہے۔ مزمل نے عوامی محاورہ کے ساتھ ہی بات ختم کی اور آگے بڑھ گیا۔

کچھ لوگ مزمل کے بارے میں اسی قسم کے خیالات رکھتے تھے توکچھ مزمل کو خیر خواہ سمجھتے تھے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی دیانت داری ہر قسم کے شبے سے بالاتر تھی۔ مزمل امانت دار نوجوان تھالوگوں کے کام آتا تھالوگ اس کے متعلق کچھ بھی کہیں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔۔۔محلے کے کچھ گھر ایسے تھے جن میں وہ باقاعدگی سے راشن پہنچاتا تھاکچھ بیوہ خواتین تھیں جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھاان کی خبر گیری بھی اس نے اپنی

ذمہ داریوں میں شامل کر رکھی تھی اور سب سے بڑھ کر کمال یہ کہ اس نے کسی کی عزتِ نفس کو مجروح نہیں ہونے دیا تھا۔

سوائے مزمل کے کسی کو معلوم نہیں تھا کہ محلے میں کس کس کے گھر اس کی ویلفیئر سوسائٹی راشن کا بندوبست کرتی ہے کیوں کہ وہ اس کی تشہیر پسند نہیں کرتا تھا۔

ایک غریب عورت کو دس کلو آٹے کا تھیلا دے کر اخبار میں تصویر لگوانے کا اسے قطعاً کوئی شوق نہیں تھا۔

یاور بھائی ! خیریت تو ہے کچھ پریشان نظر آرہے ہو؟ مزمل نے یاور کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔

بس مزمل بھائی! دراصل ایک ہفتے پہلے میرے بہنوئی کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا تھا بس بھائی مزمل ! یہ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں مستقبل میں بہن اور بچوں کا کیا ہو گا؟ بہن کے بچے چھوٹے ہیں کمانے والا کوئی نہیں ہے اور بہن بچوں کو سنبھالے یا کمانے جائے اور تم جانتے ہو میں جو کماتا ہوں اس سے اپنے گھر کی ضروریات بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہیں۔

ارے یاور بھائی!

تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا ہماری ویلفئیر سوسائیٹی ضروری جانچ پڑتال کے بعد تمہاری بیوہ بہن کے لیے ماہانہ خرچ مہیا کر دے گی اور ساتھ ہی تمہاری بہن کے بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری بھی ہماری ویلفئیر سوسائٹی برداشت کرے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی تشہیر بھی نہیں کی جائے

کی تاکہ ان کی عزتِ نفس بھی محفوظ رہے

مزمل بھائی!

اللہ تمہیں سلامت رکھے تم نے تو میرے مسئلے کو سچ میں حل کر دیا میں تو تمہارا بڑا مذاق اُڑایا کرتا تھا تم کو بد دیانت کہا کرتا تھا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے بھائی مزمل! تم بھی مجھے معاف کر دو۔

ارے یاور! تم دل چھوٹا نہ کرو میں نے تمہیں معاف کیا۔

اب تم اپنی بہن کا ایڈریس مجھے بتاؤ تاکہ میں ضروری کاروائی کر سکوں اور یہ کام میں اس لیے کرتا ہوں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔

السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ

بیواؤں اور مسکین کے لئے بھاگ دوڑ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والا۔ (بخاری شریف کتاب النَّفَقَات)

یاور! بیوہ اور مساکین معاشرے کے بے سہارا افراد ہوتے ہیں ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے جن کو اس نے مال دیا ہوتا ہے دولت عطا کی ہوئی ہوتی ہے۔

جو لوگ اس آزمائش میں پورا اترتے ہیں وہ خوش نصیب ہیں کیوں کہ عنقریب ہم سب کو قبر میں جانا ہے یوم حشر برپا ہونا ہے اب جس نے اپنے رب کی رضا کے لیے اس کے بندوں

کو سہارا دیا۔۔۔۔روتوں کو ہنسایا،۔۔۔۔بھوکوں کو کھانا کھلایا،۔۔۔۔ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کی ان شاء اللہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی دست گیری فرمائے گا۔

ایک حدیث ہے: نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا۔

قَالَ اللَّهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! خرچ کر میں تیری ذات پر خرچ کروں گا۔

یاور بھائی! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا خرچ کیا جائے بڑھتا ہے۔

اللہ کے بے کس بندوں کی مدد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے یا راتوں کو ہمیشہ قیام کرنے والے یا دن کو روزہ رکھنے والوں سے کم نہیں یہ نیکی بہت ہی نفع بخش نیکی ہے۔

بس اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل کر اخلاص کے ساتھ یہ کام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مزمل اور یاور نے ایک ساتھ کہا۔ آمین

سنہری بخاری شریف 13

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور مریضوں کی عیادت کرو اور

قیدیوں کو چھڑاؤ۔

(بخاری شریف کتاب الاطعمہ)

سچی خوشی

برخوردار! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں آج؟ اقبال صاحب نے اپنے ہونہار فرزند حسن اقبال سے پوچھا:

بابا جان! آج ہم سرکاری ہسپتال جا رہے ہیں۔ حسن اقبال نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

سرکاری ہسپتال! بھئی خیریت تو ہے ناسب! اقبال صاحب نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا۔

جی ہاں سب خیریت ہے

آج 12 ربیع الاول کے دن جانے کی کوئی خاص وجہ؟ اقبال صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

حسن ہر سال میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بڑے ذوق و شوق کے ساتھ مناتا تھا اس سال بھی حسبِ معمول اس نے اپنا گھر سجایا جھنڈا بھی لگایا لیکن آج 12 ربیع الاول کے دن سرکاری ہسپتال جانا اور کوئی دوست یا عزیز بھی ہسپتال میں داخل نہیں اقبال صاحب کی حیرت اپنی جگہ بجا تھی۔

بھئی حسن میاں! جب ہسپتال میں تمہارا کوئی دوست، عزیز بھی داخل نہیں ہے تو پھر تم ہسپتال کیوں جا رہے ہو؟ اقبال صاحب نے حسن سے پوچھا:

ڈیڈی! اس دفعہ ہم دوستوں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ 12 ربیع الاول کے دن ہم

سب سرکاری ہسپتال میں جا کر وہاں موجود مریضوں کی عیادت کریں گے اور مستحق مریضوں میں ادویات تقسیم کریں گے اور مریضوں کے ساتھ جو لواحقین شہر یا شہر سے باہر سے آئے ہوئے ہیں ان میں لنگر تقسیم کریں گے۔ حسن نے اعتماد کے ساتھ جواب دیا۔

لیکن اس کام کے لیے تو اچھی خاصی رقم درکار ہو گی تم لوگوں نے یہ رقم کہاں سے جمع کی؟

ڈیڈی! میں اور میرے دوستوں نے یہ رقم کئی ماہ کی اپنی پاکٹ منی سے جمع کی ہے کچھ دوستوں نے اپنے عزیز و اقارب، ممی ڈیڈی سے لی اس طرح ہمارے پاس ایک اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی ہے۔

ایک بات بتاؤ حسن!

جی ڈیڈی پوچھیے!

یہ آئیڈیا تم لوگوں کے ذہن میں کیسے آیا؟

ڈیڈی یہ سب تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات ہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور مریضوں کی عیادت کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ۔ (بخاری شریف کتاب الاطعمہ)

ایک تو اس حکم کی تعمیل دوسرے ہم ساری دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہمارے نبی ﷺ نے بنی نوع انسان کے لیے کیسی پیاری تعلیمات دی ہیں۔ حسن نے عزم کے ساتھ کہا۔

لیکن بیٹا! آپ تو ایک سرکاری ہسپتال میں جاؤ گے پھر ساری دنیا تک یہ پیغام کیسے پہنچے گا؟ دنیا کو کیسے معلوم ہو گا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات بنی نوع انسان کے لیے کیا ہیں؟

ڈیڈی ہم سوشل میڈیا پر اس پیغام کو عام کریں گے ہو سکتا ہے کچھ اور ہمارے جیسے نوجوان اپنے اپنے شہروں میں یہ کام کریں۔

ویسے ڈیڈی ہم بس اتنا جانتے ہیں ہمیں پہلی اینٹ رکھنی ہے عمارت تعمیر ہوتی چلی جائے گی ۔ان شاء اللہ

اپنے حصہ کی شمع روشن کرنی ہے اندھیرے خود بخود دور ہوتے چلے جائیں گے۔ حسن نے بھرپور جذبے سے کہا۔

شاباش! مجھے تم پر فخر ہے اور میری طرف سے اس کارِ خیر میں تم یہ دس ہزار بھی شامل کر لو۔ اقبال صاحب نے دس ہزار جیب سے نکال کر حسن کو دیئے۔

اچھا! یہ بتاؤ کہ کیا میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں؟ اقبال صاحب نے حسن سے پوچھا:

ہاں ڈیڈی کیوں نہیں ضرور!

اور پھر کچھ دیر میں حسن، حسن کے ڈیڈی، اور حسن کے دوست عزیز سب سرکاری ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔

کھانے کی دیگوں کا انتظام پہلے سے ہی کر لیا گیا تھا

حسن کے دوستوں نے اس سارے کام کو بہت اچھے طریقے سے سنبھالا تھا۔

ایک ٹیم مریضوں اور ان کے لواحقین میں کھانا تقسیم کر رہی تھی تو دوسری ٹیم مریضوں کی عیادت کر رہی تھی اور ان کی ضروریات پوچھ رہی تھی اور ان کو ایک ڈائری میں نوٹ بھی کر رہے تھے کچھ مریضوں میں پھل، جوس وغیرہ بھی تقسیم کیے۔

حسن کے والد اقبال صاحب! دیگ سے اپنے ہاتھوں سے کھانا نکال کر تقسیم کر رہے تھے۔۔۔شام تک سب لوگ تھکن سے چور ہو چکے تھے مگر ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

حسن! آج تو تمہارے دوستوں کے ساتھ مزہ آگیا اتنا ذہنی اور قلبی سکون ملا میں بتا ہی نہیں سکتا۔۔۔سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا موقع ملا کہ اس نے صحت کی دولت سے نوازا۔

ڈیڈی! نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یومِ پیدائش کے موقع پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے کی جو خوشی ملی اس کی تو بات ہی علیحدہ ہے۔

اب آرام کریں کیونکہ کل مریضوں کی ضروریات کی چیزیں بھی پہنچانی ہیں۔ حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنہری بخاری شریف 14

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ

تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا پس امام (بادشاہ) حاکم ہے اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا ، ہر شخص اپنے اہل و عیال کا حاکم اور ان سے اس سے متعلق پوچھا جائے گا

(بخاری شریف کتاب النکاح)

رعایا

رات بہت ہو چکی تھی بارش کا موسم، آسمان کو کالے بادلوں نے ڈھانپ رکھا تھا کڑکتی بجلی ماحول کو اور ہولناک بنا رہی تھی، دور کہیں سے گیدڑوں کی آواز رات کے پر سکون ماحول میں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی ۔

تیز ہوا کے ساتھ جب کھڑکی کا پٹ بند ہوتا یا پردہ ہلتا تو دل دہل جاتا تھا اور بے ساختہ منہ سے نکلتا۔ اللہ خیر

نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور رات کی یہ ہولناکی مجھے سونے بھی نہیں دے رہی تھی کیا کروں اور کیا نہ کروں؟

ایسے موسم میں اس گیسٹ ہاؤس میں رات گزارنا آسان نہ تھا، چوکیدار بھی معلوم نہیں کہاں چلا گیا تھا۔

رات گزارنے کے لیے میں نے شیلف میں رکھی ہوئی کتابیں دیکھیں اور ان میں سے ایک کتاب جس میں سیدنا عمر بن عبد العزیز کی سوانح عمری تھی اُٹھا کر پڑھنا شروع کی۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے خلیفہ گزرے ہیں ان کے دورِ خلافت کو دیکھ کر خلافتِ راشدہ کا زمانہ یاد آجاتا ہے۔

ایک دن سیدنا عمر بن عبد العزیز کے پاس ان کی کنیز آئی اور عرض کی: امیر المؤمنین! میں نے خواب میں عجیب معاملہ دیکھا۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: کیا دیکھا؟

کنیز نے کہا: عالی جاہ میں نے دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا گیا ہے اور اس پر پُلِ صراط کو رکھ دیا گیا۔ پھر بنو اُمیہ کے خلفاء کو لایا گیا سب سے پہلے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو اس پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا گیا چنانچہ وہ پلِ صراط پر چلنے لگے لیکن افسوس وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ پل اُلٹ گیا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز نے دریافت کیا: پھر کیا ہوا؟

کنیز نے کہا: اُن کے بعد اُن کے بیٹے ولید بن عبد الملک کو لایا گیا وہ بھی اسی طرح پل صراط پار کرنے لگے اچانک پل صراط اُلٹ گیا اور وہ دوزخ میں جا گرا۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز نے دریافت کیا: پھر کیا ہوا؟

کنیز نے کہا: پھر سلیمان بن عبد الملک کو حاضر کیا گیا اس کے لیے بھی یہ ہی حکم تھا پل صراط سے گزرو اس نے بھی اس پر چلنا شروع کیا اور انجام آخر کار یہ ہوا کہ وہ جہنم میں جا گرا۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز نے بے قراری سے پوچھا: آگے کیا ہوا؟

کنیز نے کہا: ان سب کے بعد آپ کو لایا گیا۔

کنیز کا اتنا کہنا تھا عمر بن عبد العزیز نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے

کنیز نے جلدی سے کہا: امیر المؤمنین! اللہ عزوجل کی قسم! میں نے دیکھا آپ نے سلامتی کے ساتھ پل صراط پار کر لیا۔

کیسا خوفِ خدا تھا۔

کیسے اللہ والے حکمران تھے۔

مجھے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ قول یاد آگیا کہ اگر دریا کے کنارے کتا بھی پیاس سے مر جائے تو اس کا جواب دہ عمر ہے آج ہم حکمرانی اور عہدوں کے پیچھے بھاگتے ہیں رشوت دے کر، سفارش کروا کر، زبردستی یہ بار اپنے کندھوں پر لیتے ہیں۔

انہی خیالات میں گم تھا کہ تیز ہوا نے کتاب کے اوراق کو اُلٹ دیا

سامنے ہی بخاری شریف کی یہ حدیث موجود تھی۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ

تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا پس امام (بادشاہ) حاکم ہے اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا، ہر شخص اپنے اہل و عیال کا حاکم اور ان سے اس سے متعلق پوچھا جائے گا (بخاری شریف کتاب النکاح)

حدیث کے الفاظ نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

ہر شخص حاکم ہے، ہر شخص نگہبان ہے، اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہو گا ۔اس سے اس کے اہل و عیال کے بارے میں سوال ہو گا۔

رات کے اس اندھیرے میں مجھے اپنی فکر لاحق ہو چکی تھی۔

اپنے کاندھوں پر موجود گھر کے سربراہ کی ذمہ داری۔۔۔۔

کیا میں اپنی ذمہ داریاں بہتر طور پر ادا کر رہا ہوں ؟ میں نے خود سے سوال کیا۔

ابھی میں اپنے سوال ہی میں گم تھا تیز ہوا کے جھونکے نے کتاب کے کئی اوراق اور اُلٹ دیئے، ناچاہتے ہوئے بھی میری نگاہ اس صفحے پر تھی جو میرے سامنے کھلا ہوا تھا۔

- جو نگراں اپنے ماتحتوں سے خیانت کرے گا جہنم میں جائے گا۔
- انصاف کرنے والے قاضی پر قیامت کے دن ایک ساعت ایسی بھی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کاش! دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہیں کرتا۔
- جو شخص دس آدمیوں پر نگراں ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہو گا اب یا تو اس کا عمل اسے چھڑا لے یا اس کا ظلم عذاب میں مبتلا کر دے۔
- نبی کریم ﷺ کی یہ دعا: اے اللہ جو شخص میری اُمت کے کسی معاملے کا نگراں ہے پس وہ سختی کرے تو، تو بھی اس پر سختی فرما اور اگر وہ ان سے نرمی کرے تو، تو بھی ان سے نرمی فرما۔
- بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعث ہو گی۔

ایک ایک لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ قدرت میری رہنمائی چاہتی ہے مجھے احساس ہو رہا تھا اپنے رویوں کا جو میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ آفس میں کرتا تھا جسے میں اپنی مینیجمنٹ کے اصول کہتا تھا

بہت سی زیادتیاں یاد آ رہی تھیں جو میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ کر چکا تھا لیکن اب مجھے اپنے آپ کو بدلنا تھا۔

کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ

تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا پس امام (بادشاہ) حاکم ہے اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا ،ہر شخص اپنے اہل و عیال کا حاکم اور ان سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا(بخاری شریف کتاب النکاح)

پھر جب میں واپس اپنے گھر لوٹا اور کچھ دنوں کے بعد آفس چلا گیا تو میرے گھر والے اور میرے آفس کے لوگ مجھ میں واضح تبدیلی محسوس کر رہے تھے۔

میں اپنے ماتحتوں کو جہاں تک ممکن تھا رعائیت دیتا اپنے گھر والوں کے معاملے میں اپنے بیوی بچوں کے حقوق کے معاملے میں بہت حساس ہو چکا تھا۔

سنہری بخاری شریف 15

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا

کوئی مصیبت بھی مسلمان کو نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اس کے جسم میں چبھے۔

(بخاری شریف کتاب المرضیٰ)

مصیبت

لگتا ہے مصیبت نے ہمارا گھر دیکھ لیا ہے ابھی ارشد کے ابا صحت یاب ہوئے نہیں تھے کہ ارشد کا ایکسیڈینٹ ہو گیا، بس اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے۔ آمنہ خالہ کی آنکھوں میں آنسو صاف نظر آرہے تھے۔

نہ جانے کس گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ آمنہ خالہ کی بیٹی زرینہ نے کہا۔

ارے بیٹا ! ایسے نہیں بولتے ہمارے تو گناہ بے شمار ہیں نیکیاں کرتے ہی ہم کم کم ہیں۔۔ آمنہ خالہ نے اپنی بیٹی زرینہ سے کہا۔

ارے آپا! آپ کیوں فکر کر رہی ہیں؟ سب ٹھیک ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کسی کو دے کر آزماتا ہے کسی سے واپس لے کر آزماتا ہے۔

سچ یہ ہے کہ جو مصیبت ہم پر آتی ہے ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے یہاں تک کہ ہمارے پیر میں کانٹا بھی چبھ جائے تو اس سے بھی ہمارے گناہ کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ فوزیہ آنٹی نے آمنہ خالہ سے کہا۔

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا

کوئی مصیبت بھی مسلمان کو نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اس کے

بدلے میں اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اس کے جسم میں چبھے۔ (بخاری شریف کتاب المرضیٰ)

فوزیہ آنٹی نے حدیث کیا سنائی آمنہ خالہ کی ڈھارس بندھ گئی۔

آنٹی! آپ کی باتوں سے تو ہمیں بڑا سہارا ملتا ہے۔ زرینہ نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

زرینہ بیٹا!

ہماری باتیں کیا کسی کو سہارا دیں گی یہ تو ہمارے پیارے نبی ﷺ کی باتیں ہیں جو آج بھی ہمارے دکھوں کا مداوا فرما رہے ہیں جن کی سنہری تعلیمات آج بھی ہمارے معاشرے کو روشن کر رہی ہیں۔

بس ضرورت اس بات کی ہے ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کو عام کریں جتنی یہ تعلیم عام ہوتی چلی جائے گی معاشرہ سجتا سنورتا چلا جائے گا۔

بس بیٹا!

اب تم ایک عہد کرو ہم سب نے مل کر اس تعلیم کو عام کرنا ہے۔ فوزیہ آنٹی نے کہا۔

جی آنٹی! ان شاء اللہ ضرور۔

سنہری بخاری شریف 16

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ

حکم دیا نظر کی وجہ سے دم کیا جائے

(بخاری شریف کتاب الطب)

نظر

ننھے حبیب نے رو، رو کر سارا گھر سر پہ اُٹھالیا تھا کسی سے بھی نہیں سنبھل رہا تھا۔

ارے عینی! اس کو نظر ہو گئی ہے دم کراؤ ٹھیک ہو جائے گا۔ دادی جان نے آواز دی۔

لیجیے ان کی بھی سنیے نہ جانے کس دور میں رہتی ہیں " نظر " ہو گئی ہے، اماں آپ کی باتیں بھی نا! دقیانوسی ہوتی ہیں۔ عینی نے اپنی اماں سے کہا۔

اُف خدایا! آج کل کی لڑکیاں خود کو جانے کیا سمجھتی ہیں بڑے بوڑھوں کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ اماں بے چاری بھی بڑبڑا کر رہ گئیں۔

اماں نے بھی بس گھر میں قرآن پڑھا تھا اردو لکھنا پڑھنا بھی گھر ہی میں سیکھا تھا۔ بی اے B.A، پاس بیٹی کو سمجھانا ان کے بس میں تھا بھی نہیں۔

ارے اُمامہ تم ہی سمجھاؤ نا! اماں کو یہ " نظر " کچھ نہیں ہوتی سائنس نے کتنی ترقی کر لی ہے، انسان کی بیماریاں جانچنے والی مشینیں بلکہ سچ اور جھوٹ کو پکڑنے والی مشینیں تک ایجاد ہو چکی ہیں۔ عینی نے اپنی بھتیجی سے کہا۔

اُمامہ M.B.B.S کے فائنل ائیر کی طالبہ تھی بلکہ اب تو فائنل کے پیپر دے کر رزلٹ کا انتظار کر رہی تھی۔

پھوپھی جان! دادی ماں صحیح کہہ رہی ہیں۔ اُمامہ نے دادی جان کی باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

ارے اُمامہ تم پڑھی لکھی ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہو یہ شرک ہے۔ عینی پھوپھو دُور کی کوڑی لائیں۔

ارے واہ! پھوپھو! لیکن کیسے ؟اُمامہ نے پھوپھو سے پوچھا:

ارے دَم کرنا شرک ہی تو ہے نا۔۔۔ عینی پھوپھو کے پاس کوئی جواب تو تھا نہیں جو وہ دیتیں۔

یہ ہی تو پوچھ رہی ہوں پھوپھو دم کرنا کیسے شرک ہے؟

عینی پھر خاموش ہوگئی۔

مجھے اتنا تو نہیں معلوم لیکن میری سہیلی ہے نا! فرخندہ اس نے مجھے یہ بتایا تھا کافی پڑھی لکھی ہے ماسٹر کر چکی ہے اسلامیات میں اور ڈیفنس میں رہتی ہے۔ عینی پھوپھو نے کہا۔

پھوپھو میں سمجھ نہیں سکی آپ ان کے ایم اے اسلامیات ہونے سے متاثر ہیں یا پھر ڈیفنس میں رہنے سے۔۔۔۔۔؟

اور پھر انہوں نے جو کہہ دیا وہ آپ نے مان لیا۔ اُمامہ نے عینی پھوپھو کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن اس میں غلط کیا ہے؟ عینی پھوپھو نے ہار نہ مانتے ہوئے کہا۔

بالکل غلط ہے، پورا غلط ہے، مکمل غلط بات کی انہوں نے آپ سے، آپ ان سے یہ پوچھتیں : یہ شرک کیسے ہے؟

بھئی امامہ! دیکھو نا! یہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے شفا طلب کرنا ہے۔۔۔ یہ تو سیدھا سیدھا شرک ہے۔

پھوپھو! شفا کون دیتا ہے؟

یقیناً اللہ تعالیٰ

تو پھر آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتی ہیں، ہونا تو یہ چاہیے آپ مصلے بچھائیے اور دُعا مانگیے: اے اللہ مجھے شفا عطا فرما۔

پھر دوائی بھی شفا نہیں دے سکتی آپ دوائی لیتی ہیں تو کیا یہ شرک نہیں ہو گا۔

پھوپھو! بات اتنی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی شفا عطا فرماتا ہے ڈاکٹر میں قابلیت بھی اسی نے رکھی سوچنے اور سمجھنے کی قوت بھی ڈاکٹر کو اللہ تعالیٰ نے ہی دی ہے، دوا کے اندر شفا کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ نے ہی رکھی ہے، اسی طرح دم کرنے سے بھی شفاء ہوتی ہے اور نظر کا لگ جانا بھی درست ہے بخاری شریف کی حدیث ہے

اَلْعَيْنُ حَقٌّ (بخاری شریف کتاب الطب)

نظر لگ جانا حق ہے

اور فرمایا:

أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ

حکم دیا نظر کی وجہ سے دم کیا جائے

(بخاری شریف کتاب الطب)

اور جو دم کیا جاتا ہے وہ قرآنی آیات ہوتی ہیں اور شفاء دینے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور دیکھیے بخاری شریف کی کتاب الطب میں یہ حدیث موجود ہے۔ اُمامہ نے الماری سے بخاری شریف نکالی اور حدیث سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ دم پڑھتے فرماتے اے پروردگارِ عالم سختی دور کر تیرے دستِ قدرت میں شفاء ہے یہ سختی (تکلیف) تو ہی دور کر سکتا ہے (بخاری شریف کتاب الطب)

عینی پھوپھو بغور حدیث پڑھ رہی تھیں اور اس کی شرح بھی دیکھ رہی تھیں۔

پھوپھو! ایک بات کہوں؟

ہاں ہاں کہو۔

پھوپھو! بعض لوگ دیکھنے میں پڑھے لکھے ضرور ہوتے ہیں لیکن وہ قرآن و حدیث کا مکمل علم نہیں رکھتے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں نہ تو ان کے پاس بیٹھنا چاہیے نہ ان کی بات سننا چاہیے معلوم نہیں ان کی کون سی بات ہماری بھی گمراہی کا سبب بن جائے۔۔امامہ نے کہا۔

ہاں امامہ تم درست کہہ رہی ہو ارے اماں! اس حبیب پر آپ ہی دم کر دیں نا! چاروں قل پڑھ کر۔ عینی پھوپھو نے حبیب کو اماں کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اماں نے مسکرا کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا اور پھر چاروں قل پڑھنے میں مصروف ہو گئیں۔

سنہری بخاری شریف 17

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

نماز اپنے وقت پر پڑھنا عرض کی: پھر کون سا؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا عرض گزار ہوئے پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد (بخاری شریف کتاب الادب)

عیسائی نرس کا قبولِ اسلام

والدہ کی طبیعت مسلسل بگڑتی جا رہی تھی مسلسل، ٹیسٹ کی رپورٹس آنے کے بعد آج ڈاکٹرز کا بورڈ فیصلہ کرے گا۔

ڈاکٹرز کا اجلاس (MEETING) مریضہ کی بیماری کے حوالے سے جاری تھا آخر ڈاکٹر کے طویل مشورے کے بعد یہ طے پایا مریضہ کو امریکہ کے کسی ہسپتال میں بھیجا جائے پاکستان میں ان کا علاج ممکن نہیں ہے

ڈاکٹر نے باہر آکر مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا میں نے جلدی جلدی امریکہ کے ہسپتال سے بذریعہ ای میل رابطہ کیا تمام رپورٹس بھیجیں اور والدہ کو لے کر امریکہ روانہ ہو گیا۔

"میری ماں میری جنت" میں والدہ کے حوالے سے کوئی رسک لینے کو تیار نہیں تھا۔

والدہ کے ساتھ میں اور میری اہلیہ موجود تھیں، ہمارے چہروں پر فکر کے آثار صاف ظاہر تھے۔

امریکن ہسپتال کے میڈیکل اسٹاف کا ایک بوڑھی عورت کے لیے دو نوجوان میاں بیوی کا فکر مند ہونا بڑا تعجب انگیز تھا۔ وہاں موجود ایک امریکی نرس کے لیے یہ سب بڑی حیرت کا باعث تھا۔

اور کیوں نہ ہوتا امریکی معاشرے میں بوڑھے ماں باپ اولڈ ہاؤس میں اپنی زندگی کے آخری ایام گزارتے ہیں۔

یہ بوڑھے ماں باپ وہی ہوتے ہیں، جنہوں نے نوجوانی میں اپنے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ بھی یہ ہی کیا ہوتا ہے۔

خیر میں اور میری اہلیہ دونوں والدہ کے ساتھ تھے اور یقناً اس وقت پریشانی ہمارے چہروں سے چھلک رہی تھی۔

کچھ دیر تو وہ نرس مجھے میری اہلیہ اور ہمارے آنسوؤں کو دیکھتی رہی، پھر جب میری والدہ اپنے کمرے میں شفٹ ہو گئیں تو اتفاق سے اس نرس کی ڈیوٹی بھی میری والدہ ہی کے کمرے میں تھی۔

چند دن تک تو وہ حیران رہی، آخر ایک دن اس نے میری بیوی سے کہا:

کیا آپ مسلمان ہیں؟

میری اہلیہ نے کہا: الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔

آپ کی یہ خاتون کون لگتی ہیں؟

میری اہلیہ نے بتایا کہ یہ میری ساس ہیں میرے شوہر نے اپنے ملک میں ان کا بہت علاج کرایا لیکن وہاں مناسب علاج نہ ہو سکا تو ڈاکٹرز کے مشورے سے ہم ان کو علاج کے لیے یہاں لے آئے ہیں تاکہ ان کا یہاں مناسب علاج ہو سکے۔

میری اہلیہ ایک مرتبہ پھر افسردہ ہو گئیں۔

مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ نرس نے میری اہلیہ سے کہا۔

کیا بات سمجھ نہیں آئی؟

میں کئی دنوں سے آپ دونوں میاں بیوی کو دیکھ رہی ہوں آپ دونوں مریضہ کو دیکھتے رہتے ہیں اور پھر غمزدہ ہو جاتے ہیں آخر ایک بوڑھی اور بیمار عورت پر آنسو بہانا کہاں کی عقلمندی ہے ؟ان کی عمر کا تقاضا ہے اس عمر میں لوگ بیمار ہوتے ہیں لیکن آپ دونوں کا اس طرح افسردہ ہونا یہ سب کچھ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

اکثر میں آپ کو اور آپ کے شوہر کو عربی زبان میں کچھ پڑھتے ہوئے بھی دیکھتی ہوں مجھے آپ کے اس طرزِ عمل پر بڑی حیرت ہوتی ہے۔

میری بھی ماں ہے اپنی ماں کے لیے رونا تو دور کی بات میری گذشتہ چار ماہ سے ان سے ملاقات بھی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ کوئی ارادہ ہے اپنی ماں سے ملنے کا پھر بھلا آپ اپنی ساس کے لیے اتنی غمزدہ کیوں ہوتی ہیں؟

سب سے زیادہ حیرت مجھے اس بات پر ہے کہ مجھے اپنی ماں سے اتنی محبت نہیں ہے جتنی آپ کو اپنی ساس سے ہے، اگر میرے شوہر کی ماں ہوتی تو اب تک میں اسے اولڈ ہاؤس بھیج چکی ہوتی۔ نرس نے اپنے جذبات کا اظہار کیا

ماریہ (نرس کا نام) کیا تم مذہبِ اسلام کے بارے میں جانتی ہو ؟میری اہلیہ نے ماریہ سے پوچھا:

نہیں بالکل نہیں، بس ایک دفعہ ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام دیکھا تھا اگر تم بُرا نہ مانو تو سچ بتاؤں مجھے یہ پروگرام بالکل اچھا نہیں لگا میرے خیال میں یہ پروگرام غیر ضروری پروگرام تھا اور اسے دیکھ کر مجھے بے ساختہ ہنسی بھی آئی تھی اس کے علاوہ میرا اسلام سے کوئی اور تعارف نہیں ہے۔ ماریہ نے صاف گوئی سے کہا۔

ماریہ !میں درخواست کروں گی تم اسلام کا مطالعہ کرو مجھے اُمید ہے کہ تمہیں روشنی کی کِرن ضرور نظر آئے گی اور جب تم اسلام کا مطالعہ کرو گی تو تمہیں ہمارے طرزِ عمل پر حیرت نہیں ہو گی۔

ہم مسلمان، نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے والدین کے حوالے سے خصوصی تعلیم ہمیں دی ہے۔

تمہیں بتاؤں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے والدین کے حوالے سے ہمیں کیا تعلیم دی ہے ؟میری اہلیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جی ضرور !مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہو گی ماریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنو !ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

نماز اپنے وقت پر پڑھنا عرض کی: پھر کون سا؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا عرض گزار ہوئے پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد (بخاری شریف کتاب الادب)

اور سنو !ایک دن ایک آدمی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي

میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے ؟

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ أُمُّكَ

تمہاری والدہ

قَالَ ثُمَّ مَنْ

عرض کی: (اس شخص نے کہ) پھر کون؟

قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ

فرمایا: (رسول اللہ ﷺ نے) تمہاری والدہ

قَالَ ثُمَّ مَنْ

عرض کی: (اس شخص نے کہ) پھر کون؟

قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ

فرمایا: (رسول اللہ ﷺ نے) تمہاری والدہ

قَالَ ثُمَّ مَنْ

عرض کی: (اس شخص نے کہ) پھر کون؟

قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ

فرمایا: (رسول اللہ ﷺ نے) پھر تمہارے والد

ماریہ! اسلام نے عورت کو بہت بلند و بالا مقام دیا ہے ماں کے پیروں تلے جنت رکھی ہے۔

ایک آدمی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

أُجَاهِدُ

کیا میں جہاد کروں؟

قَالَ لَكَ أَبَوَانِ

نبی کریم ﷺ نے اس سے دریافت کیا، کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟

قَالَ نَعَمْ

اس نے عرض کی: جی ہاں!

قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو ان کی خدمت کرو یہ ہی تمہارا جہاد ہے

اسلام نے ماں کو بڑا مقام و مرتبہ دیا ہے ایک جگہ والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام فرمائی ہے

حتیٰ کہ والدین اگر مشرک ہوں تب بھی ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو حضرت اسماء فرماتی ہیں۔

أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(حضرت اسما فرماتی ہیں) نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں میری والدہ میرے پاس آئیں جو مسلمان نہ تھیں

فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا

میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟

قَالَ نَعَمْ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں

ماریہ کے لیے ساری گفتگو بڑی حیرت کا باعث تھی جتنا عرصہ ہم وہاں رہے ماریہ ہم سے اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ پوچھتی رہی۔

چند دن بعد جب میری والدہ اچانک اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں ہم دونوں دیارِ غیر میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔

والدہ کی میت کو لے کر واپس وطن لوٹے اور تجہیز و تکفین کی۔

چند سال بعد میری اہلیہ کو ماریہ کی ای میل موصول ہوئی جس میں اس نے لکھا تھا:

میرے لیے تمہارا اور تمہارے شوہر کا اپنی والدہ کے لیے افسردہ ہونا بہت حیرت کا باعث تھا۔

امریکی معاشرے میں ایسا نہیں ہوتا اولڈ ہاوسز موجود ہیں جہاں ہمارے والدین اپنی زندگی کے آخری ایام اپنوں اور اپنوں کی محبت سے دور گزارتے ہیں، کرسمس کے موقع پر ہم ان سے جا کر مل لیتے ہیں ورنہ بڑھاپا ان کا ناقابل تلافی جرم سمجھا جاتا ہے اور اس کی سزا اولڈ ہاؤس ہے۔

جب تم نے مجھے نبی کریم ﷺ کی حدیث سنائی تو یہ سب میرے لیے حیرت کا باعث

تھا، میں نبی کریم ﷺ کی والدین کے حقوق سے متعلق تعلیمات پر اسلام کے قریب ہوتی چلی گئی میں نے ایک اسلامک سینٹر سے حقوقِ والدین کے حوالے سے کچھ کتابیں بھی منگوائیں اور اُنہیں پڑھنا شروع کیا اور جیسے جیسے میں مطالعہ کرتی گئی ایک نئی دنیا مجھے نظر آرہی تھی۔

اسلام کی اعلیٰ اور ارفع تعلیمات سے متاثر ہو کر بالآخر میں نے اسلام قبول کر لیا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون عطا کیا آج الحمد للہ میں ایک مسلمان عورت ہوں اور ایک شریف النفس صالح مسلمان سے شادی کر چکی ہوں میرے دو بیٹے ہیں۔

میری ذات میں یہ انقلاب آپ کی کوشش اور عملی کردار کی وجہ سے ہے میری استدعا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے بچوں کو ضرور یاد رکھنا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھے آمین۔ والسلام۔ ماریہ

ای میل پڑھ کر میری اہلیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے میری اہلیہ مجھ سے کہنے لگیں اگر آج ہم مسلمان اسلام کو عملی طور پر اپنا لیں تو دنیا سے کفر کے اندھیرے دور ہو جائیں۔

آج بھی گنبدِ خضراء سے نکلنے والی کرنیں ہدایت کا سامان تقسیم کر رہی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا چودہ سو سال پہلے کا دیا ہوا پیغام، دی ہوئی تعلیم آج بھی دلوں کو بدل رہی ہے۔

سنہری بخاری شریف 18

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے، کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کس طرح لعنت کرسکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے ماں اور باپ کو گالی دے گا۔ (بخاری شریف کتاب الادب)

کردار

عاقب اور ثقلین دونوں بہت اچھے دوست تھے۔ایک ساتھ اسکول جانا، اسکول سے واپسی ایک ساتھ، ٹیوشن ایک ساتھ، کھیل کے میدان میں ایک ساتھ بس جب رات ہوتی تو دونوں دوست علیحدہ علیحدہ ہوتے ورنہ جاگنے کے بعد سے سونے تک یہ دونوں ساتھ ساتھ ہی رہتے تھے ان کی دوستی پورے محلے میں مثالی سمجھی جاتی تھی۔

پھر ایسا ہوا، ان کی دوستی کو کسی کی نظر لگ گئی پہلے تو یہ آہستہ آہستہ دور ہوتے چلے گئے اور پھر یہ دوری لڑائی میں بدل گئی۔

مما! آپ کو معلوم ہے آج عاقب بھائی اور ثقلین بھائی کی اسکول میں لڑائی ہوئی تھی اور مما! عاقب بھائی نے ثقلین بھائی کو گالی بھی دی تھی۔اور ثقلین بھائی کے امی ابو کو بھی بُرا بھلا کہا تھا۔عاقب کی چھوٹی بہن ردا نے اسکول سے واپس گھر آکر ساری روداد اپنی مما کو سنائی۔

عاقب! عاقب! مما نے عاقب کو آواز دی۔

جی مما! عاقب ردا کو ساری روداد سناتے دیکھ چکا تھا۔

جی مما! آرہا ہوں

اِدھر آؤ!

جی مما! عاقب اپنی مما کے سامنے نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

آپ کی آج اسکول میں ثقلین سے لڑائی ہوئی تھی؟

جی مما!

کیوں ہوئی تھی لڑائی؟ مما کے لہجے میں سختی صاف نمایاں تھی۔

مما! پہلے اُس نے لڑائی شروع کی تھی۔ عاقب نے کہا۔

اور آپ نے اس کے والدین کو بھی گالی دی؟ مما نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں! اس نے بھی تو میرے ماں باپ کو گالی دی تھی۔ عاقب نے دفاع کرتے ہوئے کہا۔

بیٹا! پہل آپ نے کی تھی یا اُس نے؟

پہل تو آپ نے کی نا! اس کی وجہ تو آپ ہی بنے نا۔ مما ردا سے تمام باتیں سن چکی تھیں۔

آپ نے نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث نہیں سنی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے

قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کس طرح لعنت کر سکتا ہے

قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے ماں اور باپ کو گالی دے گا۔

تو عاقب بیٹا! کیا آپ چاہتے ہیں کہ اپنے ماں باپ کو گالی دیں؟

نہیں مما! ہر گز نہیں۔

پھر آپ کو اس حدیث پر ضرور عمل کرنا ہو گا اور اس حدیث کو اپنے دوستوں تک بھی پہنچانا ہو گا۔

جی مما! میں آئندہ، ان شاء اللہ اس حدیث پر ضرور عمل کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ پر توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں آئندہ کبھی بھی کسی کے والدین کے لیے بُرے الفاظ منہ سے نہیں نکالوں گا۔

سنہری بخاری شریف 19

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(بخاری شریف کتاب الادب)

Scanned by CamScanner

رشتے دار

زمان خان !کان کھول کر سُن لو آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم،موت زندگی ختم۔ تایا جان نے اپنی چادر زور سے اپنے کندھے پر ڈالی اور گھر سے باہر نکل گئے۔

میرے والد زمان خان اور تایا زمرد خان آپس میں سگے بھائی ہیں، دادی جان بتاتی تھیں بچپن سے ہی زمرد اور زمان میں بہت محبت تھی یوں کہیے "دو قالب ایک جان"

تایا جان میرے والد کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے اسکول ساتھ جاتے ساتھ واپس آتے اگر باہر کسی سے لڑائی ہو جاتی تو دونوں ساتھ مل کر اس سے لڑتے اگر دادا دادی کسی ایک کو ڈانٹتے تو دوسرا اس کی سفارش کو پہنچ جاتا تھا دونوں کی شادیاں بھی ایک ساتھ ہی ہوئی تھیں ۔اللہ تعالیٰ نے تایا جان کو خوبصورت بیٹی عطا کی تھی اور میرے گھر میں بھائی کی ولادت ہوئی تو پورے خاندان نے خوشیاں منائیں اور ساتھ دادا جان نے تایا کی بیٹی نیلم کو میرے بھائی مسلم خان کے ساتھ منسوب کر دیا۔۔۔زندگی ہنسی خوشی گزر رہی تھی بیس سال کا بڑا عرصہ بے پر کی پرواز کر گیا۔ دادا، دادی جان بھی اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ دادا جان کے انتقال پر بابا جان نے تایا سے پوچھا:

آپ کو بابا جان کے بغیر زندگی کیسی لگتی ہے ؟

تایا جان نے کہا: ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی سایہ دار درخت تھا جو سر سے ہٹ گیا۔

اب تم اور میں خود بابا ہیں اپنے بچوں کو بہترین تعلیم و تربیت دو۔

آہستہ آہستہ تایا جان کا رویہ سرد ہوتا جارہا تھا میرے والدین بھی پریشان تھے بات کیا ہے؟ کوئی خاص بات بھی سمجھ نہیں آتی تھی۔ آج انہوں نے صاف صاف قطع تعلق کر لیا تھا۔

میرے والد نے پوچھا: بھائی جان آخر بات کیا ہے؟

بات؟ بات تو اب ختم ہو چکی ہے تایا جان نے آخری جملہ کہا اور فیصلہ سنا دیا۔

زمان خان! کان کھول کر سن لو! آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم موت زندگی ختم۔

بابا جان بہت دکھی ہو گئے تھے اُنہوں نے تایا جان کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر اُنہیں نہیں رکنا تھا نہ رُکے۔

معاملہ کیا ہے؟ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا، بابا جان کے بقول انہیں بھی نہیں معلوم کہ تایا جان کس بات پر ناراض ہیں ---گھر کی خواتین کو ان معاملات میں بولنے کی اجازت نہیں تھی مگر میں بابا جان کے قریب آگئی مجھ سے اپنے بابا جان کو اُداس نہیں دیکھا جارہا تھا میں ان کے پیروں کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ بابا جان سر جھکائے افسردہ بیٹھے تھے ان کی آنکھوں میں آنسو صاف چمک رہے تھے۔

بابا جان ایک بات کہوں آپ سے؟ میں نے اپنی تمام ہمت کو جمع کرتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا! بولو! بابا جان نے اُداس لب ولہجے کے ساتھ کہا۔

بابا جان اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

لیکن بیٹا! ہم نے تو رشتہ داری ختم نہیں کی رشتہ داری تو تمہارے تایا ختم کر کے گئے ہیں انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا، وجہ کیا ہے ؟اگر وہ ہماری کسی غلطی کی نشاندہی کرتے تو ہم معافی بھی مانگ لیتے مگر انہوں نے تو اپنا فیصلہ سُنایا اور چلے گئے۔

بابا جان! نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہی اس موقع پر آپ کو سکون عطا کر سکتا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ (بخاری شریف کتاب الادب)

رحم (رشتہ داری) رحمن سے ملی ہوئی شاخ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تجھ سے ملے میں اس سے ملتا ہوں اور جو تجھ سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔

رومان بیٹا! لیکن یہ قطع تعلق تو تمہارے تایا نے کیا ہے اس میں ہم تو قصور وار نہیں ہوں گے !رومان کی والدہ نے بھی خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

امی! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں اگر انہوں نے قطع رحمی کی ہے تو ہمیں نہیں کرنا چاہیے اگر ہم کریں گے تو گویا ہم نے بھی قطع رحمی کر کے بدلہ لے لیا بلکہ ہمیں تو صلہ رحمی کا حکم ہے صلہ رحمی کریں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ شخص ہے جب اس سے ناطہ توڑا جائے تو وہ اس کو جوڑے۔

(بخاری شریف کتاب الادب)

امی! بابا! اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمیں رشتہ جوڑنے کی تعلیم دے رہے ہیں ہم رشتہ جوڑیں گے میں نے پُر عزم ہو کر کہا۔

مگر کیسے؟

یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔

لیکن تم کیا کرو گی؟ میری امی نے مجھ سے کہا۔

امی جان پریشان ہو گئیں کہ کہیں کچھ ایسا ویسا نہ ہو جائے جو معاملہ کو اور خراب کر دے میں نے امی سے کہا:

امی جان! مجھ پر بھروسہ رکھیں۔

ابھی دو دن انتظار کیجیے تایا جان ابھی غصے میں ہیں وہ بھی ابو کے بغیر زیادہ دن نہیں رہ سکتے ان کا بچپن، جوانی سب ابو کے ساتھ گزری ہے ابھی وقتی طور پر انہیں کسی بات پر غصہ ہے ممکن ہے کسی نے ان دونوں بھائیوں کو جدا کرنے کے لیے کوئی آگ لگائی ہو۔ مجھے اُمید ہے دو دن بعد یہ ناراضگی اور شکوے ختم ہو چکے ہوں گے۔ میرے عزم میں کمی نہیں تھی اور مجھے یقین تھا ایسا ہی ہو گا۔

دو دن کے بعد میں نے تایا جان کی پسند کی ڈش تیار کی اور تایا جان کے گھر چلی گئی۔

تایا جان دیکھیے میں آپ کے لیے کیا بنا کر لائی ہوں؟ میں نے محبت سے کہا۔

تایا جان کی ایک بہت اچھی عادت تھی کہ وہ لڑائی میں بچوں کو نہیں لاتے تھے اور نہ بچوں سے نفرت کرتے تھے، انہوں نے بڑی محبت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور میرے ہاتھ کا پکا

ہوا کھانا کھایا تایا کے گھر کے سب لوگ بھی اس جھگڑے پر بہت اُداس تھے جس کی وجہ ان لوگوں کو بھی معلوم نہیں تھی۔

میرے آنے سے وہ سب لوگ خوش ہو گئے پھر میں نے فون پر میسج کر کے امی اور بابا کو بھی بلالیا۔ تھوڑی دیر میں امی بابا بھی آ گئے بابا، تایا جان کے گلے لگ گئے اور کہنے لگے بھائی جان !مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی پھر بھی میں آپ سے اس غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔

جب دونوں بھائیوں کے گلے شکوے ختم ہوئے تو معلوم ہوا یہ آگ اُن دونوں بھائیوں کے ایک کاروباری رقیب نے لگائی تھی تا کہ ان کا کاروبار تباہ ہو سکے۔

جب دونوں بھائیوں کو حقیقتِ حال کا علم ہوا اور اس ملنے پر رومان کا بھی ذکر آیا رومان کی وجہ سے یہ ملاپ ممکن ہوا ورنہ ہم کبھی نہ مل پاتے بابا جان اور تایا جان نے ایک ساتھ کہا۔

تو میں نے کہا، نہیں تایا جان ! یہ ملاپ تو نبی کریم ﷺ کی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوا اور جس کسی نے بھی ماضی اور حال میں نبی کریم ﷺ کی تعلیم پر عمل کیا وہ کامیاب و کامران ہوا اور جو مستقبل میں اس پر عمل کرے گا وہی کامیاب و کامران ہو گا

سنہری بخاری شریف 20

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ

مسلمان جب کوئی درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی آدمی یا جانور کھائے تو لگانے والے کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے۔

(بخاری شریف کتاب الادب)

شجر کاری

مس رخشندہ! اگر آپ فارغ ہوں تو ذرا میرے کمرے میں تشریف لائیے گا کچھ اسکول کے معاملات میں آپ سے مشورہ کرنا ہے۔ اسکول کی پرنسپل میڈم پاکیزہ نے مس رخشندہ سے کہا۔

مس رخشندہ ہر دل عزیز ٹیچر تھیں طالبات میں مس رخشندہ گھل مل جاتیں اور اس طرح کھیل ہی کھیل میں ان کی تربیت بھی کرتی تھیں۔

اسکول میں ہونے والے میلاد ،ہفتہ طالبات ،اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں میں مس رخشندہ آگے آگے ہوتی تھیں اس وجہ سے بھی طالبات ان کے قریب تھیں ،کچھ دیر کے بعد مس رخشندہ پرنسپل کے کمرے میں موجود تھیں ،چند رسمی جملوں کے بعد میڈم نے مس رخشندہ سے کہا:

مس رخشندہ ! آپ کے علم میں ہے بہار کا موسم آنے والا ہے اور اسی موسم میں پودے لگائے جاتے ہیں ،میں چاہتی ہوں اس سال ہمارا اسکول شجر کاری مہم میں اپنا حصہ ڈالے ۔ آپ کیوں کہ طالبات میں بہت مقبول ہیں، میں چاہوں گی اسکول میں ہونے والی شجر کاری مہم کو آپ ہی چلائیں۔ طالبات کا ذہن کیسے بنانا ہے ؟ ان کو اور ساتھی اساتذہ کو اس عمل کے لیے کیسے رضامند کرنا ہے یہ سب آپ کی ذمہ داری ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنی بہترین صلاحیتوں کا استعمال لاتے ہوئے اس مہم کو ضرور کامیاب

بنائیں گی۔

میڈم! آپ کے اس اعتماد کا شکریہ! میں ان شاء اللہ اپنی پوری کوشش کروں گی۔ مس رخشندہ نے پرنسپل کا شکریہ ادا کیا اور پرنسپل آفس سے باہر آ گئیں۔

پرنسپل کے سامنے تو مس رخشندہ نے ہامی بھر لی مگر یہ کام وہ کریں گی کیسے؟ مس رخشندہ کے ذہن میں کوئی خاکہ نہیں آ رہا تھا۔

اے اللہ میری مدد فرما! بے ساختہ، مس رخشندہ کی زبان سے نکلا

خیریت تو ہے نار خشندہ! مس غزالہ نے اپنی کولیگ رخشندہ سے کہا۔

غزالہ! بس خیریت ہی ہے مس رخشندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پرنسپل نے یہ کام دے دیا ہے مس رخشندہ نے کام کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

بس یہ ہماری پرنسپل صاحبہ کو بھی نِت نئے کام سوجھتے رہتے ہیں اور تم ان کو اور ہاتھ آ گئی ہو، ان کے تو عیش ہو گئے۔ مس غزالہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئیں۔

اُف یک نہ شُد دو شُد، شجر کاری مہم کا مسئلہ اتنی آسانی سے حل نہیں ہو گا مس رخشندہ! نے خود کلامی کی کیفیت میں کہا۔

کیا کیا جائے۔۔۔۔۔۔زبردست۔۔۔۔

سر کو فون کرتی ہوں۔

السلام علیکم! سر! میں رخشندہ بات کر رہی ہوں مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام تھا اور پھر مس رخشندہ نے انہیں ایک ہی سانس میں ساری باتیں کہہ ڈالی۔

وعلیکم السلام! بیٹا! یہ تو کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے تمہیں وہ حدیث تو یاد ہو گی ہی جس میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (بخاری شریف کتاب الادب)

مسلمان جب کوئی درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی آدمی یا جانور کھائے تو لگانے والے کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ اب تم خاکہ خود تیار کر لو گی کہ کام کس طرح کرنا ہے۔ مجھے اُمید ہے تمہیں آؤٹ لائین بنانے میں بالکل پریشانی نہیں ہو گی۔

سر! آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے میری بہت بڑی مشکل آسان کر دی میں اب یہ کام بہت سکون اور کامیابی کے ساتھ انجام دے سکوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔۔ آمین اپنا خیال رکھنا بیٹا! اللہ حافظ

مس رخشندہ نے فون رکھا اب ان کے ذہن میں ایک واضح منصوبہ موجود تھا۔

صبح صبح مس رخشندہ نے اسمبلی میں "درخت کی اہمیت" پر مقابلہ مضمون نویسی کا اعلان کیا۔

دو دن میں ہی لڑکیوں نے اپنے اپنے مضامین جمع کرا دیئے اس عمل سے تمام طالبات شجر کاری کے حوالے سے ذہنی طور پر تیار ہو چکی تھیں۔

آج ویسے بھی مقابلہ مضمون نویسی کے نتائج کا اعلان ہونا تھا طالبات کو نتائج کا بے چینی سے انتظار تھا۔

اس سے پہلے کہ میں آپ کے نتائج کا اعلان کروں آپ کی ہر دل عزیز ٹیچر مس رخشندہ آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں اسکول کی پرنسپل نے مائیک مس رخشندہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

السلام علیکم! آپ تمام بچوں نے بہت اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں اور آج سے ہم شجر کاری مہم کا آغاز کر رہے ہیں۔

آپ سب طالبات جانتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ(بخاری شریف کتاب الادب)

مسلمان جب کوئی درخت لگاتا ہے اور اس سے کوئی آدمی یا جانور کھائے تو لگانے والے کی طرف سے صدقہ ہوتا ہے۔

آیئے! شجر کاری مہم میں اپنے اسکول اور اسکول کے ساتھ موجود گراؤنڈ کے اطراف میں ہم آج مختلف پودے لگا کر اپنے پیارے نبی ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کی کوشش کریں گے۔

عزیز طالبات! آپ جانتی ہیں ایک درخت کیا کیا کر سکتا ہے۔

- کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتا ہے
- آکسیجن مہیا کرتا ہے
- درجہ حرارت میں کمی لاتا ہے
- ماحول کو خوبصورت بناتا ہے

- سخت دھوپ میں سایہ فراہم کرتا ہے
- ادویات بنانے میں استعمال ہوتا ہے
- پرندوں کے لیے ٹھکانہ ہے
- پھل مہیا کرتا ہے
- زمین کا کٹاؤ روکتا ہے
- سیلاب میں رکاوٹ بنتا ہے
- دیا سلائی (ماچس کی تیلی) بنانے میں کام آتا ہے
- کاغذ بنانے میں کام آتا ہے
- ایندھن کے طور پر استعمال ہوتا ہے

اور ہمارے استعمال کی چیزوں میں سب سے زیادہ کام آتا ہے اس لیے جتنا ممکن ہو سکے درخت کی پیداوار بڑھائیں۔

آیئے! اس نیکی میں اپنا حصہ ڈالیے اور زیادہ سے زیادہ درخت لگایئے میونسپل کی جانب سے آج 10 بجے تک ہمیں پودے فراہم کر دیئے جائیں گے اور ہم سب مل کر اپنے اسکول اور اپنے ملک کو سرسبز و شاداب بنائیں گے۔

اسکول کی پرنسپل نے مقابلہ مضمون نویسی میں اول، دوم، سوم آنے والی طالبات کے نام کا اعلان کیا۔ چھٹی کے وقت تک پرنسپل، اساتذہ اور طالبات مل کر 200 سے زیادہ پودے لگا چکے تھے اور پھر دو تین سال ہی گزرے تھے ہمارا اسکول ہرا بھرا ہو گیا

سنہری بخاری شریف 21

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

مَا زَالَ یُوصِینِی جِبْرِیلُ بِالْجَارِ حَتَّی ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَیُوَرِّثُهُ

جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے لئے برابر مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنادیں گے۔

(بخاری شریف کتاب الادب)

ہم اور ہمارے پڑوسی

گھر کا سربراہ عرصہ دراز سے بے روزگار تھا بیماری نے اس سے کچھ کر گزرنے کی اُمیدیں بھی چھین لی تھیں بس زندگی تھی گھسیٹ گھسیٹ کر گزار رہا تھا۔

وہ، اس کی بیوی اور تین بچے ہی اس کی کل کائنات تھے۔ اس کی ساری جمع پونجی بیماری کے دوران اس کے علاج پر لگ چکی تھی اور اب تو نوبت فاقوں تک آ پہنچی تھی اور پھر ایک دن بیماری سے لڑتے لڑتے اس نے اپنی شکست تسلیم کر لی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

دستور کے مطابق تین دن تک تو آس پاس کے گھروں سے کھانا آتا رہا اور کئی کئی وقت کا فاقہ کرنے والے ان بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا۔

تین دن کے بعد حسبِ معمول بے حسی کا نمونہ دوبارہ جاری تھا پڑوس کے گھر سے اٹھنے والے لذیذ کھانوں کی خوشبوئیں ان بچوں کی بھوک کو بڑھا رہی تھیں اور وہ یہ سوچ رہے تھے بس اب کوئی دستک دے گا اور کھانے کی طشت ان کے سامنے موجود ہو گی۔۔۔یہ انتظار انتظار ہی رہا صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی لیکن کسی نے ان کے دروازے پر دستک نہیں دی۔۔۔اگلی صبح تک انہیں یقین ہو چکا تھا اب کسی پڑوسی کے گھر سے کھانا نہیں آئے گا۔

عورت سے اپنے بچوں کی بھوک دیکھی نہیں جا رہی تھی گھر سے روٹی کے چند سوکھے

ٹکڑے نکالے اور پانی میں ان ٹکڑوں کو ڈال کر انہیں کھلا دیا۔۔۔ بھوک تو بھوک ہوتی ہے اگلے دن پھر اپنے پر پھیلائے کھڑی تھی۔ گھر میں باقی بچا ہی کیا تھا جو بیچ کر کھانے کا انتظام کیا جاتا پھر کافی دیر کی تلاش کے بعد دو چار چیزیں نکل ہی آئیں جنہیں کباڑیئے کو فروخت کر کے دو چار وقت کے کھانے کا انتظام ہو گیا پیسے تھے ہی کتنے جو زیادہ دن چلتے۔ دو دن کے بعد بھوک پھر موجود تھی۔

ماں آخر ماں ہوتی ہے کب تک اپنے بچوں کے بھوک سے نڈھال چہرے دیکھتی بڑی سی چادر میں خود کو لپیٹا اور محلے کی دکان سے اُدھار راشن لینے کے لیے چل پڑی۔

دکاندار دوسرے گاہکوں سے فارغ ہوا تو اس عورت کی طرف متوجہ ہوا، خاتون نے دکاندار سے اُدھار راشن مانگا۔

دکاندار اچھی طرح جانتا تھا یہ عورت اُدھار کہاں سے واپس کرے گی اس کے پاس تو آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ بھی نہیں ہے اور اس نے پچھلا اُدھار کون سا واپس کیا ہے جو آئندہ اُدھار واپس کرے گی، دکاندار نے نہ صرف راشن اُدھار دینے سے انکار کر دیا بلکہ دو چار باتیں بھی سُنا دیں۔

لاچار اس عورت کو خالی ہاتھ گھر کی طرف لوٹنا پڑا۔

ایک طرف شوہر کی جدائی دوسری طرف مسلسل فاقوں کی وجہ سے اس کے آٹھ سالہ بیٹے کی ہمت بھی جواب دے گئی تھی اور وہ بیمار ہو کر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔

جہاں کھانے کو روٹی میسر نہ ہو وہاں علاج کے لیے دوا کہاں سے آتی؟ تینوں بچے اور ایک ماں ایک کونے میں دبکے پڑے رہتے تھے۔ ماں بخار سے آگ بنے بیٹے کے سر

پر پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھی۔۔۔پانچ سالہ بہن اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے بھائی کے پاؤں دبا رہی تھی۔۔۔اچانک وہ اٹھی اور ماں کے پاس آکر کان میں بولی۔

اماں "بھائی کب مرے گا"؟

چھوٹی سی بچی کی اس بات پر ماں کے دل پر ایک ساتھ کئی خنجر پیوست ہو گئے تڑپ کر اُس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگالیا اور پوچھا: میری بچی یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

بچی نے اسی بھول پن کے ساتھ کہا: ہاں اماں! بھائی مرے گا تو کھانا آئے گا نا!

کہانی کا انجام کیا ہوا؟ مجھے نہیں معلوم بس ان الفاظ کے ساتھ ہی میری آنکھوں کو آنسوؤں نے دُھندلا دیا اور میں مزید آگے کچھ پڑھ ہی نہیں سکا۔

میری آنکھوں کے سامنے آس پڑوس کے لوگ آرہے تھے اور میں اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑا اپنے آپ سے پوچھ رہا تھا۔

کیا میں اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھتا ہوں؟

کیا مجھے معلوم ہے میرے پڑوس میں کون رات کو بھوکا سویا ہے؟

کیا میں جانتا ہوں کے میرے پڑوس میں کون بیمار ہے؟

کس کو دوا کی ضرورت ہے؟

کس کے گھر راشن نہیں ہے؟

کیا میں جانتا ہوں میرے پڑوسیوں کی اور پڑوسیوں کے بچوں کی ضروریات کیا ہیں اور میں ان کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

میرے ہر سوال کا جواب نہیں میں تھا۔

کچھ دیر کے ان سوالات نے مجھے اپنی ہی نظروں میں مجرم بنا دیا تھا لیکن ضمیر کی عدالت ابھی مجھے چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔

کیا تم مسلمان ہو ؟ہاں شاید تم وہی مسلمان ہو جو 12 ربیع الاول کو میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں تو خوب مناتے ہو اور منانی بھی چاہیے بھی لیکن نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے آپ ﷺ نے فرمایا۔

مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے لیے برابر مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنا دیں گے۔(بخاری شریف کتاب الادب)

میں سر جھکائے اپنی ہی عدالت میں شرمسار کھڑا تھا۔

جاؤ!اور جا کر اپنی اس کوتاہی کی تلافی کرو۔

میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا آس پاس معلوم کیا تو اندازہ ہوا بہت سے لوگ سفید پوشی کی وجہ سے بس اپنا بھرم رکھتے ہیں، مجھے صرف ان لوگوں کی امداد نہیں کرنی تھی بلکہ ایسے لوگوں کی امداد کے لیے اور لوگوں کو بھی ساتھ شامل کرنا تھا

سنہری بخاری شریف 22

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیلَ وَمَنْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِی لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَایِقَہُ

اللہ کی قسم! وہ آدمی مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ آدمی مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ آدمی ایمان والا نہیں ہے، عرض کی گئی کون؟ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے بے خوف نہ ہو، (بخاری شریف کتاب الادب)

اُف یہ ہمسائے

معلوم نہیں کہاں کہاں سے آکر آباد ہو گئے ہیں جاہل لوگ !نان سینس !

ہم جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو بیگم صاحبہ روایتی انداز میں پڑوسی کی دیوار سے جھگڑ رہی تھیں ۔

ارے بیگم صاحبہ !کیا ہو گیا؟ کس پر غصہ نکال رہی ہو؟ ہم تو گھر سے باہر تھے ہم نے نہایت خوشدلی سے کہا۔

مگر بیگم ہماری ہی بیگم تھیں ہمارے مزاج کے بالکل اُلٹ ،اُلٹی ہماری خبر لینے لگیں جب کچھ غصہ کے درجہ حرارت میں کمی محسوس کی تو پوچھا: معاملہ کیا ہے ؟ کس بات پر غصہ آرہا تھا؟

ارے آپ تو ایسے انجان بن رہے ہیں جیسے کچھ معلوم ہی نہ ہو یہ جو ہمارے نئے پڑوسی آئے ہیں اپنے گھر کا سارا کچرا ہمارے گھر میں پھینک دیتے ہیں جاہل، اُجڈ، گنوار۔۔۔۔اور بیگم کا درجہ حرارت واپس اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔

ارے بیگم صاحبہ پڑوسیوں کی تحقیر نہیں کرتے نہ انہیں ذلیل کرتے ہیں۔

تو آپ انہیں بھی سمجھایئے کہ پڑوسیوں کو تکلیف بھی نہیں پہنچاتے۔

بالکل !بالکل! میں انہیں بھی بتادوں گا سمجھادوں گا اپنے پڑوسی کی اصلاح کرنی چاہیے اور دوسرے پڑوسی کی یہ بھی ذمہ داری ہے مگر حکمت ۔سے نہ کہ لڑائی جھگڑے سے ابھی یہ گفتگو ختم ہی ہوئی تھی کہ پڑوس کے گھر سے ہمارے گھر میں ایک اور سوغات خالی ڈرپ کی شکل میں آگری جس سے ہم بال بال بچ گئے۔

ہم جو کافی دیر سے یہ سوچ رہے تھے کہ پڑوسی سے کس طرح بات کریں اس خالی ڈرپ نے ہماری مشکل آسان کردی۔

اتفاق سے اگلا دن چھٹی کا تھا ہم اپنے نئے پڑوسی کے گھر پہنچ گئے دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر میں ایک صاحب نے دروازہ کھولا۔

ہم نے ان سے اپنا تعارف کرایامیں یونیورسٹی میں فلسفے کا استاد ہوں اور آپ کے پڑوس میں رہتا ہوں انہوں نے فوراً ہی ہمارے لیے راستہ چھوڑ دیا اور ہمیں ڈرائینگ روم کی طرف لے کر جانے لگے۔

پھر ہم نے گفتگو کا آغاز کیا: بھئ ہم بہت معذرت چاہتے ہیں آپ کو آئے اتنے دن ہوگئے اور ملاقات نہ ہوسکی، آج اتفاق سے چھٹی تھی سوچا کیوں نا! آپ سے ملاقات کرلی جائے کچھ حال احوال ہی معلوم ہوں آخر پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔

ہمارے نئے پڑوسی نے حیرت سے ہمیں دیکھا اُنہیں یہ ڈر بھی تھا کہ کہیں ہم ان سے اُدھار مانگنے تو نہیں آئے۔

خیر ہم نے گفتگو کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: بھئ آپ کا نام تو معلوم ہی نہیں کیا۔

میرا نام شبیر ہے۔ ہمارے پڑوسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا شبیر صاحب! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ کچھ رنگت پیلی پیلی لگ رہی ہے اور کچھ نقاہت بھی نظر آ رہی ہے۔

ہماری امید کے عین مطابق انہوں نے کہا: جی ہاں! بس کچھ پیٹ خراب تھا اُلٹی موشن کی شکایت تھی اب کچھ بہتر محسوس کر رہا ہوں۔

پھر ہم نے اُن سے کہا: بھئی شبیر بھائی! اپنے پڑوسیوں کا خیال کرنا ایک اچھے پڑوسی کی ذمہ داری ہے یہ جو آپ سلور لیف کا سگریٹ پیتے ہیں براہ کرم اس کو چھوڑ دیں یہ سگریٹ نہ پیا کریں بڑا خراب تمبا کو ہوتا ہے اس سگریٹ کا بلکہ سگریٹ نوشی ہی ترک کر دیجیے یہ انسان کی صحت کو خراب کر دیتی ہے۔

شبیر صاحب تو ہمارے اس انکشاف پر حیران ہی رہ گئے۔

بیگم! چائے تو بنایئے! پروفیسر صاحب آئے ہیں۔ شبیر صاحب نے اپنی بیگم کو آواز دی

ارے شبیر صاحب! بالکل تکلف نہ کیجیے آپ کے ہاں جو چائے بنتی ہے وہ ٹائیگر ٹی سے بنتی ہے وہ ہمیں پسند نہیں اس لیے بھابھی کو زحمت نہ دیجیے۔

شبیر صاحب کی حیرت دوچند ہو چکی تھی۔

ابھی ہم شبیر صاحب سے بات کر ہی رہے تھے ان کے بچے ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے ،بچوں نے ہمیں سلام کیا، ہم نے بچوں سے ہاتھ ملایا اور ان سے کہا: بھئی بچو! بڑے مزے آ رہے ہیں ناریل والی ٹافیاں اور گولڈن بسکٹ خوب کھائے جا رہے ہیں نا! اچھا اب باہر جا کر کھیلو۔

ارے بس شبیر بھائی! ہمارے دور میں رنگ برنگے بسکٹ ٹافیاں کہاں تھیں اب تو طرح طرح کی جیلیاں اور چاکلیٹ بازار میں موجود ہیں مجھے تو لگتا ہے یہ ساری کمپنیاں بچوں ہی کے دم سے چل رہی ہیں آپ کا کیا خیال ہے۔

شبیر صاحب تو حیرت کا بُت بن گئے۔

ہمارے قریب آکر کہنے لگے: میں آپ کو پہچان نہیں سکا آج آپ کھانا کھا کر جایئے گا میں آپ کو کھانا کھائے بغیر جانے نہیں دوں گا۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیگم کو آواز دیتے ہم نے کہا:

ارے شبیر صاحب! بھابی کو کیوں زحمت دے رہے ہیں وہ تو بے چاری پہلے ہی اپنے گرتے بالوں کی وجہ سے پریشان ہیں۔

بس یہ کہنے کی دیر تھی شبیر صاحب تو ہمارے معتقد ہو گئے کہنے لگے: مجھے نہیں معلوم تھا اتنے بڑے بزرگ میرے گھر کے برابر میں رہتے ہیں ورنہ میں آپ کی قدم بوسی کے لیے ضرور حاضر ہوتا اور اب میں باقاعدگی سے آپ کے آستانے پر حاضری دوں گا۔

شبیر صاحب کا اندازہ کچھ غلط بھی نہیں تھا ہم نے ان کی طبیعت کے بارے میں بتایا وہ بالکل ٹھیک تھا۔ وہ کون سی سگریٹ پیتے ہیں، ان کے بچوں کی پسند کی چیزیں اُن کے گھر میں بننے والی چائے حتیٰ کہ اُن کی بیگم کے گرتے بالوں تک کا بتا دیا۔

اب یقیناً پہلی ملاقات میں یہ ساری باتیں بتانے والا کوئی اللہ کا ولی ہی ہو سکتا ہے۔

آخر ہم نے مروت سے کام لیتے ہوئے حقیقتِ حال سے پردہ اُٹھا ہی دیا۔

شبیر بھائی جسے آپ کرامت سمجھ رہے ہیں وہ کرامت نہیں ہے بلکہ قصہ کچھ یوں ہے کہ آپ کے گھر سے آپ کے گھر کا کچرا ہمارے صحن میں نہ گرتا تو ہمیں یہ معلومات حاصل ہی نہ ہوتیں یہ تو صرف کچرے کی تفصیلات ہیں۔

شبیر صاحب سمجھ گئے اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں بہت شرمندہ ہوں اور آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔

ہم نے انہیں مزید شرمندگی سے بچانے کے لیے انہیں گلے لگالیا کیوں کہ آخر وہ ہمارے پڑوسی جو تھے اور سلام کر کے ہم اپنے گھر آگئے ساتھ ہی بخاری شریف سے منتخب احادیث کی کتاب "سنہری بخاری شریف" بھی اُن کے بچوں کو تحفتاً دے دی جس میں یہ حدیث موجود تھی۔

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیلَ وَمَنْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِی لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَایِقَہُ

اللہ کی قسم! وہ آدمی مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ آدمی مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم وہ آدمی ایمان والا نہیں ہے، عرض کی گئی کون؟ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے بے خوف نہ ہو، (بخاری شریف کتاب الادب)

شبیر صاحب نے بھی اپنے وعدے کو نبھایا اور آئندہ ہمارے گھر کے صحن میں کچرے کا تنکا بھی نہیں پھینکا۔ بھئی آخر ہم فلسفے کے پروفیسر جو تھے اور پڑھے لکھے باشعور لوگ ناپسندیدہ صورت حال پر بھی صبر وضبط کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں نہ کہ لڑائی جھگڑے سے صورت حال کو اور بگاڑیں۔

سنہری بخاری شریف 23

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے (

بخاری شریف کتاب الادب)

نرمی

میری عادتیں میرے بچپن ہی سے بگڑی ہوئی تھیں سب ہی لاڈ پیار کرتے تھے اور اس لاڈ پیار نے مجھے بگاڑ کرر کھ دیا تھا۔ امی ہمیشہ کہتیں اتنا سر نہ چڑھاؤ دوسرے گھر جانا ہے مگر ابو ہنس کر ٹال دیتے۔۔۔ پورے خاندان میں میری جیسی حاضر جواب لڑکی نہیں تھی یہ الگ بات ہے تائی امی جل کر کہتی تھیں بہت منہ پھٹ ہے۔۔۔ میری حاضر جوابی کا عالم یہ تھا کہ امی بھی میرے سامنے چپ ہو جاتی تھیں اور کبھی کبھی تو ابا بھی لاجواب ہو جاتے تھے۔
کسی نے غلطی سے مجھ پر تنقید کر دی تو بس اس کی شامت یقینی ہوتی تھی وہ خاندان کے لوگ ہوں یا پھر کالج کی سہیلیاں ہر وہ خامی جو ایک اچھے خاندان کی لڑکی میں ہو سکتی ہے مجھ میں موجود تھی، لاپرواہی میں شاہی خاندان کے لوگ بھی مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتے تھے امی تو اکثر دل مسوس کر رہ جاتی تھیں۔
یہی حرکتیں میری عادت بن گئیں دن ہفتوں میں ، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں ہوتے گئے اور میں بڑی ہو گئی ایک اچھے گھرانے سے دستور کے مطابق نکاح کا پیغام آیا امی اور ابا نے رشتہ مناسب جان کر میری شادی کر دی اور رُخصتی کے وقت نصیحتوں کی پوٹلی بھی ساتھ کر دی "بیٹا! کام ہی سے جیت ہے آدمی کی ، کام سے مت بھاگنا، خدمت میں ہی عظمت ہے "میں نے ویسے تو ساری زندگی اپنی من مانی کی لیکن امی کی آخری نصیحت پر خوب عمل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔
ساس کو خوش کرنے کی کوشش کرتی گھر کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی۔ میری ساس

میری اس خدمت کو دیکھتیں تو کہتیں۔

اللہ تجھے خوش رکھے، آباد رکھے، شاد رکھے، ابھی تمہیں جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور

تم اس گھر کے کام دھندوں میں لگ گئی۔

میری ساس جتنا مجھے کام سے منع کرتیں میں اتنا ہی زیادہ کام کرتی دن یوں ہی گزر رہے تھے

ایک دن میں برتن دھو رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی چھوٹی نند شبنم سے بات بھی کر رہی

تھی اچانک میرے ہاتھ سے چینی کا پیالہ گرا اور ٹوٹ گیا۔

پیالہ چکنا تھا اور میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا ادھر پیالے کے ٹکڑے ہوئے نہیں تھے

کہ میری نند نے آواز لگائی:

ہائے! امی! بھابھی نے پیالہ توڑ دیا۔

پیالہ تھا بھی بہت قیمتی ساس کے جہیز کا تھا، خواتین کو جہیز کی چیزیں ویسے بھی بہت عزیز

ہوتی ہیں۔ ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ میں کیا کروں؟ میری تو حالت ہی غیر ہو رہی تھی

میری ساس کچن میں داخل ہوئیں ایک نظر انہوں نے پیالے کو دیکھا شبنم نے فوراً ہی

پیالے کی کرچیاں اٹھا کر میری ساس کے ہاتھ میں رکھ دیں اور کہا: بھابھی نے توڑا ہے

۔ میری ساس نے شبنم سے کہا:

شبنم! بھابھی نے پیالہ توڑا نہیں ہے بلکہ بھابھی سے پیالہ ٹوٹ گیا ہے۔

میرے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

او ہو! بیٹا! تم رو کیوں رہی ہو؟ کانچ کی چیز تھی ٹوٹ گئی، لوہے کی تو تھی نہیں اور پھر جب

میں تمہارے برابر تھی تو مجھ سے بھی چیزیں ٹوٹ جایا کرتی تھیں۔

انہوں نے اس قدر نرمی اور پیار سے کہا کہ مجھے لگا: جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

آنسو پونچھو اور ادھر آؤ میرے پاس۔ میری ساس نے مجھ سے کہا۔

میں نے دل میں سوچا آج تو یہ میری کلاس ضرور لیں گی۔

بیٹا! آج جو پیالہ تم سے ٹوٹا ہے وہ یقیناً میرے جہیز کا تھا اور اسے میں بہت سنبھال کر رکھتی تھی اس کے ٹوٹنے کا مجھے دکھ بھی ہوا مگر میں نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی یہ حدیث پڑھی تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ

میں نے دس سال تک نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے اُف تک نہ کہی اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور فلاں کام تم نے کیوں نہیں کیا (بخاری شریف کتاب الادب)

تو بیٹا! ایسا کیوں کیا؟ ویسا کیوں کیا؟ بس یہیں سے بات بگڑنا شروع ہوتی ہے۔

تم سے تو ایک کانچ کا پیالہ ٹوٹا تھا اگر اب میں اس کانچ کے پیالے کے بدلے تمہارا دل توڑتی تو یقیناً نبی کریم ﷺ کے نافرمانوں میں شمار ہوتی۔

اب بتاؤ! میں نے ٹھیک کیا یا نہیں؟

اپنی ساس کی اس نرمی پر میں چپ نہ رہ سکی اور میں نے اُن سے کہا: امی! آپ واقعی بہت

اچھی ہیں۔

ارے نہیں !اس چاپلوسی سے کام نہیں چلے گا بلکہ ایک وعدہ کرنا ہو گا۔

جی امی !ضرور میں نے سعادت مندی سے کہا:

اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اولاد عطا فرمائے کل جب تم ساس بنو تو اپنی بہو کے ساتھ ایسا ہی عمل کرنا۔

جی امی ! میں وعدہ کرتی ہوں آپ کی طرح اچھی ساس بنوں گی میں نے بانہیں اپنی ساس کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

میری ساس دنیا کی عجیب وغریب خاتون تھیں نرمی اور محبت ایسی کہ میں نے اپنی سگی ماں میں بھی نہیں دیکھی تھی۔

چند دن کے بعد اتفاق سے میں نے دودھ اُبالنے کے لیے چولہے پر رکھا اور بھول گئی ۔

دودھ اُبل اُبل کر سارا بہہ گیا۔

ننھی شبنم نے جب دیکھا کہ دودھ گر گیا ہے تو اس نے میری ساس کو آواز لگائی :

امی !دودھ گر گیا۔

شبنم کی آواز کے ساتھ ہی مجھے یاد آیا کہ میں دودھ چولہے پر رکھ کر آئی تھی میں نے اپنی ساس سے کہا: امی !یہ دودھ میری لاپرواہی کی وجہ سے گرا ہے میں دودھ چولہے پر رکھ کر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی تھی۔

بیٹا!ہو جاتا ہے کوئی بات نہیں، میں جب تمہاری عمر کی تھی تو میں بھی اکثر بھول جاتی تھی

اور ہو سکتا ہے یہ دودھ ہمارے لیے مفید نہ ہو ہم اگر اس کو استعمال میں لاتے تو ممکن تھا کہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے بچالیا۔

امی! آپ تو واقعی بہت اچھی ہیں۔ کاش! میں بھی آپ کی طرح نرم گفتار ہوتی میں دل ہی دل میں اپنی ساس کی قدر کر رہی تھی آج کے زمانے میں ایسی ساس کہاں ہیں میں نے تو آج تک کسی سے سُنا بھی نہیں۔

امی! ایک بات تو بتایئے آپ کے اندر اتنی نرمی اور خوش گفتاری کیسے آئی؟ میں نے اپنی ساس سے پوچھا: بیٹا! ہم سب نبی کریم ﷺ کو مانتے ہیں ان کے فرمان پر عمل کریں تو بس بیڑا پار ہو جائے ہمارے اخلاق اچھے ہو جائیں۔

میرے اندر جو نرمی ہے اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانِ عالی شان ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے (بخاری شریف کتاب الادب)

شبنم اپنی ساس کی خوش گفتاری اور نرمی سے بہت متاثر تھی کچھ دنوں کے بعد جب شبنم واپس اپنے گھر گئی تو پورے گھر والے حیران رہ گئے ان کے تو تصور میں بھی نہیں تھا کہ شبنم اتنی تبدیل ہو جائے گی اور ہر وقت لڑنے والی لڑکی میں اس قدر نرمی آجائے گی۔ وہ لڑکی جو بات بات پر کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی بہت نرمی سے گفتگو کر رہی تھی چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام اور گفتگو میں نرمی نے اُسے ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔

سنہری بخاری شریف 24

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

إِنَّ خِیَارَکُمْ أَحَاسِنُکُمْ أَخْلَاقًا

تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ (بخاری شریف کتاب الادب)

اخلاق

سیٹھ خاور خداترس قسم کے سرمایہ دار تھے۔ سیٹھ خاور کا موجودہ بزنس اُن کی دن رات کی محنت کا نتیجہ تھا۔ماں باپ کی دعاؤں نے کاروبار کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دی تھی سیٹھ خاور اپنے والدین کے بڑے فرمانبردار تھے اُن کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

سیٹھ خاور کی یہ سعادت مندی کا صلہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دو بیٹے عطا کیے تھے سعد اور سعید یہ دونوں اپنے ناموں کی طرح باسعادت اور نیک تھے۔

سعد اور سعید کی تربیت میں سیٹھ خاور سے زیادہ سیٹھ خاور کے والد حبیب اللہ صاحب کا ہاتھ تھا۔ سیٹھ خاور توزیادہ تر اپنے کاروبار کے سلسلے میں بیرون شہر ہی رہتے تھے۔

سعد اور سعید بھی داداجان ہی کے پاس زیادہ بیٹھتے تھے 10 سال کی عمر میں دونوں نے قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا۔

سنہری سیریز کی تمام کتابیں اُن کے پاس موجود تھیں اور بھی دیگر اچھی اچھی کتابیں خاور صاحب نے اپنے بچوں کو لاکر دی ہوئی تھیں جس نے ان دونوں بچوں کے ذہن کو اپنی عمر سے بڑا فہم و فراست والا کر دیا تھا۔

آج سعد اور سعید نے روزہ رکھا تھا۔

گھر کا فریج پھل فروٹ سے بھرا ہوا تھا مگر دونوں بچوں نے آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھنا پسند نہیں کیا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔

سعید نے لان میں نکل کر دیکھا تو مالی بابا لان میں پانی دے رہے تھے۔ سعید پہلے تو انہیں پودوں کو پانی دیتے دیکھتا رہا پھر آہستہ آہستہ اُن کے پاس چلا گیا۔

مالی بابا! کیا آپ کا روزہ ہے؟ سعید نے مالی بابا سے سوال کیا۔

ہاں سعید بابو! بالکل ہمارا روزہ ہے۔ مالی بابا نے سادگی سے جواب دیا۔

تو آپ روزے میں بھی کام کرتے ہیں؟

ہاں بیٹا! کام تو کرنا ہی ہوتا ہے نا!

تو کیا آپ کو پیاس نہیں لگتی؟

پیاس لگتی ہے مگر ہم کو اللہ کی رضا چاہیے ہم صبر کرتے ہیں اور روزے کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

کچھ دیر سعید مالی بابا سے باتیں کرتا رہا پھر اندر گھر میں آ گیا۔

گھر کے لاؤنج میں سعد دادا جان کے پاس بیٹھا ہوا تھا سعید بھی برابر میں آ کر بیٹھ گیا

دادا جان ایک بات تو بتایئے! سعد نے دادا جان سے پوچھا۔

ہاں بھئی پوچھو! دادا جان نے خوش دلی سے کہا۔

دادا جان! اسلام میں حُسنِ اخلاق کا ذکر آیا ہے اُس کے متعلق کچھ بتایئے نا!

بیٹا! آپ نے بہت اچھا سوال کیا۔ دادا جان نے کہا۔

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا

تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کا اخلاق سب سے

اچھا ہے۔(بخاری شریف کتاب الادب)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مکارم اخلاق دس ہیں۔

1۔بات میں سچائی

2۔لوگوں کے ساتھ سچائی

3۔امانت داری

4۔صلہ رحمی

5۔پڑوسی کے لیے عاجزی و خیر خواہی

6۔دوست کے لیے عاجزی و خیر خواہی

7۔اچھے کاموں کابدلہ دینا

8۔مہمان نوازی

9۔سائل کو دینا

10۔ان سب کا سردار باحیا ہونا

ایک حدیث کا مفہوم ہے۔

مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور تہجد گزار کا درجہ پالیتا ہے اور نامہ اعمال میں سب سے زیادہ وزنی حسن اخلاق ہو گا۔

بس سعد میاں! ہنستے، مسکراتے ہوئے نرم لب و لہجے کے ساتھ لوگوں سے ملنا چاہیے نیکی کو عام کرنا چاہیے دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے رُک جانا چاہیے۔

کوئی تکلیف پہنچائے تو درگذر سے کام لینا چا۔ہیے۔۔۔اپنے گناہ پر نادم ہونا چاہیے۔

صلہ رحمی کرے۔

لوگوں کو کھانا کھلائے۔

صبر و تحمل کو اپنائے۔

مختصر یہ کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرے۔

غزوہ بدر کا واقعہ تو آپ سنہری سیرت میں پڑھ ہی چکے ہو اس غزوہ میں کفارِ مکہ کو شکست ہوئی اور کفارِ مکہ کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بہت سے کافروں کو قیدی بنالیا گیا ان قیدیوں میں ایک ابو عزیر بھی تھا۔

نبی کریم ﷺ کی خصوصی ہدایت تھی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

ابو عزیر کا بیان ہے جس انصاری صحابی نے انہیں گرفتار کیا تھا وہ خود بہت تنگدست تھے مگر مجھے روٹی کھلاتے تھے۔

اُس زمانے میں مدینہ طیبہ میں روٹی مہنگی ملتی تھی اور کھجوریں سستی تھیں جب وہ انصاری صحابی کھانا لاتے تو روٹی مجھے دیتے اور خود کھجوریں کھا کر گزار کر لیتے تھے مجھے یہ دیکھ کر بڑی ندامت ہوتی میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا مگر وہ روٹی مجھے واپس دے دیتے تو یہ تھا ہمارے صحابہ کا حسن اخلاق، حسن سلوک۔

دادا جان روزے میں بھوک اور پیاس تو سب کو لگتی ہے نا! سعید نے سوال کیا

بالکل لگتی ہے لیکن اس موقع پر آپ کا یہ سوال کچھ سمجھ نہیں آیا۔

دادا جان! ابھی میں لان میں گیا تو میں نے دیکھا مالی بابا لان میں پانی دے رہے تھے۔ ان کا روزہ بھی تھا لیکن وہ پھر بھی کام کرتے ہیں تو دادا جان! ہم بھی روزہ رکھتے ہیں اور ہمارے

فریج پھل فروٹ سے بھی بھرے رہتے ہیں اگر ہم آج ان کے ساتھ روزہ افطار کریں تو یہ بھی حسنِ اخلاق میں ہی شامل ہو گا۔

ہاں بھئی سعید میاں! یہ بات تو آپ نے بڑی اچھی کہی۔

خانساماں سے کہہ دیجیے آج ہم سب لان میں افطار کریں گے خواتین گھر میں ہی افطار کریں گی۔

سیٹھ خاور جب عصر کی نماز کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا لان میں افطاری کا انتظام ہو رہا ہے انہوں نے اپنے والد سے پوچھا:

بابا جان! کیا آج کوئی افطار پارٹی کا پروگرام ہے تو دادا جان نے انہیں سعید میاں کی باتوں سے آگاہ کیا۔

سیٹھ خاور یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا:

اب ہم ہر روز لان میں اسی طرح افطاری کیا کریں گے۔

یہ اعلان سن کر سعید اور سعد دونوں خوش ہو گئے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا

تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔(بخاری شریف کتاب الادب)

سنہری بخاری شریف 25

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

ذُوالْیَدِیْنِ وَمَا لَا یُرَادُ بِہٖ شَیْنَ الرَّجُلِ

لمبے ہاتھوں والا یا ایسا کلمہ نہ کہے جس سے کسی کی برائی مقصود ہو

(بخاری شریف کتاب الادب)

مذاق

شمشیر جیسے ہی کلاس میں داخل ہوا کلاس کے شرارتی ٹولے نے شمشیر کے کالے رنگ کا مذاق اُڑاتے ہوئے آواز لگائی۔

"لو جی لوڈ شیڈنگ ہو گئی"

شمشیر کون سی کریم لگاتے ہو؟ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"چیری بلاسم"

اسی ٹولے میں سے دوسرے نے جواب دیا اور ساری کلاس قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ ضبط کرتے کرتے بھی شمشیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

شمشیر کے فوراً بعد ہی ایوب کلاس میں داخل ہوا ایوب بچپن ہی میں پولیو کے مرض کا شکار ہو گیا تھا۔

ایوب کو دیکھ کر بھی ان بدتمیز لڑکوں نے آوازیں کسنا شروع کر دیں بھائی لنگڑے اور پھر کورس کی شکل میں گانے لگے، لنگڑا، لنگڑا، لنگڑا، لنگڑا۔

کلاس میں بڑھتے ہوئے شور کی وجہ سے مس صالحہ فوراً ہی کلاس میں داخل ہوئیں۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ مس صالحہ کی سخت آواز کے ساتھ ہی تمام اسٹوڈینٹس اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ یہ کلاس روم ہے یا مچھلی بازار؟ مس صالحہ نے دو تین لڑکوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

شمشیر کی آنکھوں میں آنسو اور ایوب کا بجھا ہوا چہرا دیکھ کر مس سب سمجھ گئی تھیں۔

پوری کلاس میں مکمل خاموشی ہو چکی تھی۔

مس صالحہ نے بابر، فہیم اور زاہد کو بلایا اور ان سے کہا:

ہاں تو تم تینوں کیا کہہ رہے تھے تمہاری آوازیں اسٹاف روم تک آ رہی تھیں۔

لوڈشیڈنگ ہو گئی۔۔۔کون سی کریم استعمال کرتے ہو؟ چیری بلاسم

لنگڑا لنگرا کی آوازیں کس رہے تھے۔

بابر یہ سب کیا ہو رہا تھا؟

بابر کی نظریں زمین پر تھیں۔

ہاں زاہد تم بتاؤ؟

مس!وہ۔۔۔۔۔۔زاہد بھلا کیا کہتا بس مس مس کر کے ہی رہ گیا۔

فہیم کیا بات تھی؟

تینوں سر جھکائے کھڑے تھے۔

بیٹا! آپ سب تو مسلمان ہیں آپ کو تو شیطان کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے شیطان ان باتوں سے خوش ہوتا ہے کہ تم کسی کا مذاق اُڑاؤ، کسی پر طنز کرو۔۔۔

یہ رنگ روپ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔۔۔

یہ معذوری تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔۔۔

ممکن ہے آج جس پریشانی سے ایوب دوچار ہے کل تم ہو جاؤ تو تم کیا کرو گے؟

اور آپ سب لوگ! مس صالحہ پوری کلاس کی جانب متوجہ تھیں۔

خوب زور زور سے ہنس رہے تھے بجائے اس کے اپنے کلاس فیلوز کو ان کی اس بُری حرکت پر انہیں منع کرتے انہیں روکتے ہنس ہنس کر ان کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے: جو کسی مسلمان بھائی کی تکلیف پر ہنستا ہے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے اس تکلیف کو دور کر دے اور اسے اس میں مبتلا کر دے۔

سورہ حجرات میں فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿سورہ حجرات ۱۱﴾

اے ایمان والو نہ مرد مَردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

آپ کو معلوم ہے لوگوں کا مذاق اڑانے والے ہر فرد کے لئے قیامت کے دن جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تشریف لایئے، وہ غم کے ساتھ آئے گا اور جیسے ہی دروازہ تک پہنچے گا اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر اس پر دوسرا دروازہ کھولا جائے گا کہ "آیئے! آیئے! تو وہ اپنے مصائب و آلام کے ساتھ آئے گا۔ جوں ہی وہ قریب

پہنچے گا۔ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ جب کسی کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ 'آؤ' تو وہ مایوسی کے سبب وہاں آنے اور داخل ہونے کی ہمت نہ کرے گا۔

اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

ذُوالْیَدِیْنِ وَمَالَایُرَادُبِہٖ شَیْنَ الرَّجُلِ

لمبے ہاتھوں والا یا ایسا کلمہ نہ کہے جس سے کسی کی برائی مقصود ہو

(بخاری شریف کتاب الادب)

مجھے اُمید ہے کہ آئندہ تم میں سے کوئی بچہ کسی کا مذاق نہیں اُڑائے گا۔

جی ان شاء اللہ بابر، فہیم اور زاہد تینوں نے پوری کلاس کے ساتھ مل کر کہا۔

سنہری بخاری شریف 26

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِى يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

پہلوان وہ نہیں کہ جو (کشتی میں کسی کو) پچھاڑے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔(بخاری شریف کتاب الادب)

غصّہ

گلی میں شور شرابے کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی رات کے بارہ بج رہے تھے کھڑکی کھول کر دیکھا تو پڑوسی آپس میں لڑ رہے تھے۔

جلدی جلدی چپلیں پیروں میں ڈالیں تاکہ اس جھگڑے کو بڑھنے سے روکوں، شور شرابہ سُن کر بیوی بچے بھی جاگ گئے تھے۔

اللہ خیر کرے کیا ہوا؟ بیگم نے چپلیں پہنتے دیکھا تو پوچھا:

شبیر بھائی اور شمشاد بھائی کا آپس میں جھگڑا ہو گیا ہے۔

تو آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ہماری بیگم نے حفظِ ماتقدم کے تحت پوچھا:

بیگم صُلح کرانے جا رہا ہوں کہیں بات نہ بڑھ جائے دونوں غصّہ میں ہیں جب تک میں نیچے پہنچا شبیر بھائی غصہ میں شمشاد بھائی کے سر پر ڈنڈا مار چکے تھے شمشاد بھائی کے ڈنڈا لگنے کی دیر تھی وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑے۔

ارے شبیر بھائی یہ کیا کیا؟ میں نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

شمشاد بھائی کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر خود شبیر بھائی کے اوسان خطا ہو گئے، انہیں خود بھی اندازہ نہیں تھا ان کا غصہ کیسا غضب ڈھائے گا۔

کلیم بھائی نے جلدی جلدی گاڑی نکالی اور شمشاد بھائی کو لے کر ہسپتال پہنچے۔

اِدھر شمشاد بھائی کے گھر والوں نے فون کر کے پولیس کو بلالیا اور تھوڑی دیر میں پولیس کی دو موبائل گلی میں کھڑی تھیں، پولیس نے شبیر بھائی کو گرفتار کر لیا شبیر بھائی کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔

دونوں خاندان پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے اہل محلہ بھی افسوس کر رہے تھے۔

میں نے ایک صاحب سے پوچھا: بھائی صاحب! کیا بات ہوئی جو بات اتنی بڑھ گئی؟

معلوم ہوا، کسی بچے نے اوپر کھڑکی سے پانی پھینک دیا تھا جو شبیر بھائی کے کپڑوں پر گر گیا غلطی یقیناً بچے کی تھی اُسے بغیر دیکھے کھڑکی سے باہر پانی نہیں پھینکنا چاہیے تھا۔

لیکن اتنی سی بات پر اتنا زیادہ غصہ کہ انہوں نے ڈنڈا مار کر شمشاد بھائی کا سر ہی پھاڑ دیا۔

بس بھائی! غصہ حماقت سے شروع ہوتا ہے اور ندامت پر ختم ہوتا ہے۔ غلطی اس بچے کی تھی معمولی سی غلطی تھی صبر وضبط سے کام لینا چاہیے تھا۔

دُعا کریں کہ شمشاد بھائی کو گہری چوٹ نہ آئی ہو ورنہ پولیس تو آچکی ہے مقدمہ بازی شروع ہو جائے گی اور دونوں خاندان عدالتوں کے چکر کاٹتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ کہا اور میں واپس اپنے گھر آگیا۔

میرا بڑا بیٹا! اب نویں جماعت میں آچکا تھا اور سمجھ دار تھا مجھ سے پوچھنے لگا:

پاپا! کیا ہوا ہے باہر؟

بس بیٹا! ایک بچے کی غلطی کی سزا ایک صاحب نے خود کو دے ڈالی۔

پاپا! میں سمجھا نہیں؟

بیٹا! جب آدمی کو غصّہ آتا ہے تو عقل رخصت ہو جاتی ہے بس یہ ہی کچھ باہر ہوا۔

بہادر شاہ ظفر نے کیا خوب کہا ہے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا
ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

میں نے تفصیل سے سارا واقعہ بیگم اور بچوں کو سُنایا سب ہی کو افسوس ہوا۔

بس بچو! اگر ہم اپنے غصے کو پی جائیں تو کامیاب ہو جائیں، ہارون رشید بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے۔ ایک دن ہارون رشید اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا اس کے پاس آیا۔

بیٹے کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا بیٹے کی چال ڈھال سے معلوم ہو رہا تھا کہ اسے کسی نے کوئی سخت بات کہہ دی ہے۔

ہارون رشید نے بیٹے سے پوچھا: میرے شہزادے! کیا بات ہے تمہارے چہرے پر غصہ کے آثار کیوں ہیں؟

شہزادے نے کہا کہ فلاں سپاہی کے بیٹے نے مجھے گالی دی ہے۔

شہزادے کی بات سن کر بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا:

بتاؤ! ایسے شخص کو جس نے ولی عہد کو گالی دی ہو کیا سزا دی جائے؟

دربار میں ایک شور مچ گیا

ایک درباری نے کھڑے ہو کر کہا: ایسے گستاخ کو قتل کر دیا جائے

دوسرے درباری نے کہا: ایسے بے ادب کو سرعام پھانسی دی جائے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں

تیسرے نے کہا: اس گستاخ کی زبان کاٹ دی جائے

چوتھے نے کہا: اس کے باپ کی ساری جائیداد ضبط کرلی جائے اور اسے خاندان سمیت جلا وطن کر دیا جائے۔

ہارون رشید نے سب درباریوں کی باتیں بڑے غور سے سنیں پھر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا:

بیٹا! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اختیار دیا ہے کہ مجرم کو سخت سے سخت سزا دے سکتے ہیں لیکن سب سے بہتر ہے کہ تم اسے معاف کر دو اور اگر تم معاف نہیں کرتے تو زیادہ سے زیادہ تم بھی اُسے گالی دے دو لیکن یہ یاد رکھو! اس معاملے میں معمولی سی بھی زیادتی نہیں ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو زیادتی کرتے ہیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں طیش دلا کر زیادتی تک لے جائے۔

بیٹا! یہ غصہ قوتِ مدافعت کو کمزور کرتا ہے ہم روزانہ اخبار میں پڑھتے ہیں کسی نے کسی کو غصہ میں آکر زخمی کر دیا یا مار ڈالا یا خودکشی کرلی ہر صورت میں اس کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے ذرا جیلوں میں جا کر مجرموں سے پوچھو ان میں سے اکثر یہ کہیں گے آج وہ جیل میں صرف اپنے غصے کی وجہ سے ہیں، غصہ کے نقصانات بہت ہیں۔

غصہ ہمیں بیمار کر دیتا ہے بلڈ پریشر کا مریض بنا دیتا ہے۔ بغض و نفرت کی پرورش کرتا ہے ۔ ہماری خوشیوں کا دشمن ہے نااتفاقی اور دشمنی کو جنم دیتا ہے۔ غصہ کی وجہ سے انسان رشتہ

داروں سے قطع تعلق کر لیتا ہے صلہ رحمی کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اس غصہ کی وجہ سے انسان غلطی پر غلطی کرتا چلا جاتا ہے۔

لیکن پاپا! اس غصے کا علاج کیا ہے؟ میرے بیٹے نے مجھ سے پوچھا:

بُرے نتائج پر غور: سب سے پہلے تو اس کے نتائج پر غور کرو اس کا نتیجہ ہمیشہ بُرا نکلے گا غصہ حماقت سے شروع ہوتا ہے اور ندامت پر ختم ہوتا ہے۔

غصہ کو پی جانا اللہ ورسول ﷺ سے محبت کا ذریعہ: غصہ پر قابو پانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے بنو قیس کے سردار اشج سے فرمایا:

إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ

تمہارے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پسند کرتے ہیں۔ بردباری اور سنجیدگی۔ (مسلم شریف)

بُردباری معلوم ہے کسے کہتے ہیں؟ میں نے بیٹے سے پوچھا

نہیں معلوم پاپا!

غصہ کی حالت میں انتقام کی طاقت کے باوجود صبر سے کام لینا بُردباری ہے۔

جنت میں داخلہ: ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ اس پر عمل کر کے مجھے جنت مل جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کرو جنت میں داخلہ مل جائے گا۔

اللہ کے غضب سے بچاؤ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا وہ کون سا عمل

ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رکھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم غصہ نہ کیا کرو (اللہ تعالیٰ تم پر غضب نہیں فرمائے گا)

پھر جب انسان کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے اور اگر ممکن ہو تو اس جگہ سے چلا جائے۔ حدیث شریف میں ہے

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری شریف کتاب الادب)

پہلوان وہ نہیں کہ جو (کشتی میں کسی کو) پچھاڑے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

بخاری شریف کی ایک اور حدیث ہے

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

أَوْصِنِي:

مجھے کچھ وصیت فرمایئے

قَالَ لَا تَغْضَبْ:

آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ میں نہ آیا کرو

فَرَدَّدَ مِرَارًا:

اُس نے بار بار یہ ہی گزارش کی

قَالَ لَا تَغْضَبْ:

آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ میں نہ آیا کرو

تو بیٹا! جب غصہ آئے تب یہ سوچ لو کہ نبی کریم ﷺ نے کیا وصیت فرمائی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تمہیں شیطان کا کھلونا بننے سے بچالے گی۔

اب اگر شبیر بھائی! غصہ میں نہ آتے تو دو خاندان پریشان نہ ہوتے خود شبیر بھائی کو بھی ندامت محسوس ہو رہی تھی کہ یہ کیا ہو گیا اور اب اس غصہ کی وجہ سے دونوں خاندان پریشان ہوں گے۔ غصہ کا نتیجہ کبھی بھی اچھا نہیں نکلتا۔

اب سونا چاہیے رات زیادہ ہو چکی ہے

سنہری بخاری شریف 27

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (کتاب الادب)

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے

دوست

یہ آنے کا وقت ہے تمہارے فراز؟ ابو کی آواز میں ناراضگی تھی

اگر چہ فراز دبے پاؤں گھر میں داخل ہوا تھا لیکن ابو بھائی کے انتظار میں جاگ رہے تھے

فراز ہم تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا میٹرک کر کے کالج میں گیا تھا میٹرک تک تو وہ پڑھائی میں بہت اچھا تھا امی ابو کا فرمانبر دار بھی تھا۔ لیکن کالج میں جانے کے بعد نجانے اسے کیا ہوا پڑھائی میں بھی پہلے جیسی دلچسپی نہ رہی اوٹ پٹانگ فیشن کرتا۔ اور راتوں کو اکثر گھر دیر سے آتا اور اس کے آنے تک امی ابو جاگتے رہتے تھے۔

آج بھی حسبِ معمول فراز گھر دیر سے آیا تھا۔

فراز! تم کب تک ہم کو ستاؤ گے؟ ابو نے غصہ سے کہا۔

تم کہاں تھے جو رات کے ایک بجے گھر میں داخل ہو رہے ہو؟

وہ۔۔۔۔۔۔ دوستوں کے ساتھ تھا۔ فراز نے آنکھیں نیچے رکھتے ہوئے جواب دیا۔

کون دوست ہیں یہ؟

ابو وہ میں ان کے ساتھ کمبائنڈ اسٹڈی کرتا ہوں۔ فراز نے جھوٹ بولا۔

اچھا کمبائنڈ اسٹڈی! کتابیں کہاں ہیں تمہاری؟ ابو نے اگلا سوال کیا۔

جی وہ تو دوستوں کے گھر پر ہی ہیں۔ تمہارا بیگ گھر پر ہے کتابیں دوستوں کے گھر پر ہیں۔ ان دوستوں کو کبھی گھر بھی دعوت دو تا کہ یہاں آکر پڑھائی کریں۔

اور یہ جو تمہارے پاؤں مٹی دھول میں اٹے ہوئے ہیں کمبائنڈ اسٹڈی کیا کسی گراؤنڈ میں دوڑتے ہوئے کرتے ہو جو مٹی مٹی ہو رہے ہو؟

فراز! ایک جھوٹ چھپانے کے لیے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اور تم اب بچے نہیں ہو کہ تمہیں سمجھایا جائے کہ جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ جھوٹ بولنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

میں تمہارے دوستوں سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں یہ کون ہیں؟ یہ لسانی تنظیم کے کارکن ہیں۔

ان کی زندگی کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے بس ساری زندگی، زندہ باد، مردہ باد کے نعرے لگانا اور ترقی ترقی کرتے یہ لوگ قاتل بن جاتے ہیں گاڑیاں جلاتے ہیں بھتے لیتے ہیں فطرے کے نام پر چندے جمع کرتے ہیں قربانی کی کھال نہ ملے تو جانور کو ہی مار دیتے ہیں یہ ہنگامے کرتے ہیں پھر یا تو جیل ان کا مقدر ہوتی ہے یا پھر یہ اسی طرح قتل کر دیئے جاتے ہیں

چلو یہ سب بھی ہو گیا۔

معلوم ہے اب کیا ہو گا؟

حشر کا میدان ہو گا۔

ایک طرف مجرموں کی صفیں ہوں گی دوسری طرف اللہ کے نیک بندوں کی صفیں۔

تم سوچو! تم کس صف میں کھڑے ہو گے کیونکہ قیامت کے دن آدمی اُس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے۔ حدیث سنی ہے نا تم نے یہ۔

انہ قالا المرء مع من احب (کتاب الادب)

ابو نے حدیث دوبارہ پڑھی

اب تم بتاؤ! جو تمہارے دوست ہیں جن سے تم اتنی محبت کرتے ہو کہ رات کے ایک بجے تک ان کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہو وہ کس طرح کے ہیں کل جب وہ حشر کے میدان میں مجرموں کی صفوں میں کھڑے ہوں گے تو تم بھی وہیں کھڑے ہو گے۔

ظالموں کے ساتھ

قاتلوں کے ساتھ

لٹیروں کے ساتھ

بھتہ خوروں کے ساتھ

حرام کھانے والوں کے ساتھ

کیا تم چاہے ہو ایسے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہونا؟ ابو نے فراز سے سوال کیا۔

نہیں ابو! فراز نے شرمندگی کے ساتھ کہا۔

فراز بیٹا ان صحبتوں کو چھوڑ دو یہ دوست اچھے نہیں ہیں۔ ان سے دور ہو جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے پھر کل قیامت کے دن جب سب لوگ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے کہ تم کن کے ساتھ کھڑے ہو گے تو تمہیں کتنی شرمندگی ہو گی۔

ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا۔

متیٰ الساعۃ یارسول اللہ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟

قال ما اعددت لها

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

قال ما اعددت لها من كثير الصلوة والصوم الصدقة

عرض کی میں نے نماز، روزہ اور صدقہ کی کثرت کے ذریعے کوئی تیاری نہیں کی

ولكن احب الله ورسوله

لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں

قال انت مع من احبت

فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو

فراز بیٹا! ایسے لوگوں کو دوست بناؤ جن کے ساتھ کھڑے ہو تو تمہیں شرمندگی نہ ہو نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

ایسے لوگوں سے محبت کرو جو تمہارے دنیا میں بھی بہترین دوست ہوں اور آخرت میں بھی ایسے صرف اللہ والے ہوتے ہیں نیک صالح دوست کی محبت اس عطر فروش کی طرح ہوتی ہے جس سے عطر نہ بھی لو تو اس کے پاس سے خوشبو آتی ہے۔ اور برے دوست کی صحبت اس بھٹی والے کی طرح ہے جس سے کچھ نہ خریدو لیکن دھواں کو آنا ہی ہے

مجھے امید ہے کہ تم آئندہ میری اس نصیحت کا خیال رکھو گے اور اپنے والدین کو پریشان نہیں کرو گے۔

جی ابو جان! میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ فراز نے یقین دلاتے ہوئے کہا

سنہری بخاری شریف 28

فرمایا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے

إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

(کتاب الاستیذان)

جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

پیغام

اسٹاف روم میں تمام اساتذہ بیٹھے ہوئے تھے

گفتگو کا موضوع تھا اخلاقیات آج ہم سب ایک بات محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں میں اخلاق کا فقدان ہے۔ مس انیقہ نے کہا

کچھ اور ٹیچرز نے بھی مس انیقہ کی بات سے اتفاق کیا

بات تھی بھی درست

لیکن وجہ کیا ہے؟ اسکول کی پرنسپل میڈم شمیم نے سوال کیا۔

وجہ ایک ہی ہم نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنہری تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے

درست! لیکن ان تعلیمات کو اپنایا کیسے جائے؟ میڈم شمیم نے پھر پوچھا۔

سب سے پہلے تو تعلیم کو پھیلایا کیسے جائے عمل کی بات تو بعد میں آئے گی۔ مس صابرہ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا

ہاں سب سے پہلے تو بتایا جائے بالکل درست

لیکن بتایا کیسے جائے؟ مس انیقہ نے سوال کیا

اگر ہم اسمبلی میں قرآن شریف کی تلاوت، نعت اور ترانے کے ساتھ ایک حدیث اور ترجمہ سنائیں تو یہ کیسا رہے گا۔

مس صابرہ نے اپنی ساتھی ٹیچرز سے پوچھا۔

یہ تو بہت اچھا رہے گا تم کچھ احادیث جمع کرو اور روز ان کو اسمبلی سنا جائے گا۔

دوسرے دن حمد و نعت کے بعد اسمبلی میں ایک تبدیلی آچکی تھی۔

"ہمارے پیارے نبی ﷺ کا پیارا پیغام ہمارے نام" کے عنوان سے پہلی حدیث سنائی گئی۔

إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

(کتاب الاستیذان)

جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

ایک نیک کام کی ابتداء ہو چکی تھی

پیارے بچو!

آپ بھی ایک حدیث ایک کہانی کی حدیث یاد کر کے اپنے اسکول کی اسمبلی میں ضرور پڑھیئے گا تاکہ ہم سب اچھی باتوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔

ماخذ و مراجع

بخاری شریف محمد بن اسماعیل بن ابراہیم

تفہیم البخاری۔۔۔۔۔۔علامہ غلام رسول رضوی صاحب

نزہتہ القاری۔۔۔۔۔۔۔علامہ شریف الحق امجدی

نعم الباری۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ غلام رسول سعیدی

مسلم شریف

شُعب الایمان
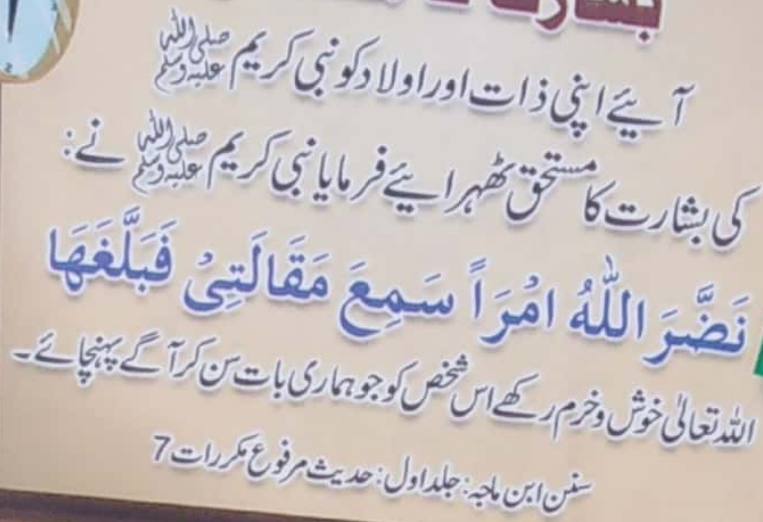
حدیث شریف کی سنہری سیریز کو خود بھی لیجیے
خرید کر لوگوں میں بھی تقسیم کیجیے
بشارت کا مستحق
آیئے اپنی ذات اور اولاد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا مستحق ٹھہرایئے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے:
نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَبَلَّغَهَا
اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اس شخص کو جو ہماری بات سن کر آگے پہنچائے۔
سنن ابن ماجہ: جلد اول: حدیث مرفوع مکررات 7
سنہری بخاری شریف
سنہری مسلم شریف
سنہری ترمذی شریف
سنہری ابوداود شریف
سنہری نسائی شریف
سنہری ابن ماجہ شریف
Coming Soon
بچوں کے لئے ایک آیت ایک کہانی
سنہری عظمت
سنہری تعلیم
سنہری اخلاق
سنہری تربیت
سنہری نصیحت
سنہری ہدایت
منارہ
BOOKS
+923166270037